عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵
یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۱۹۹۶ء
شمارہ نمبر ۱۲

صبر کے درجات

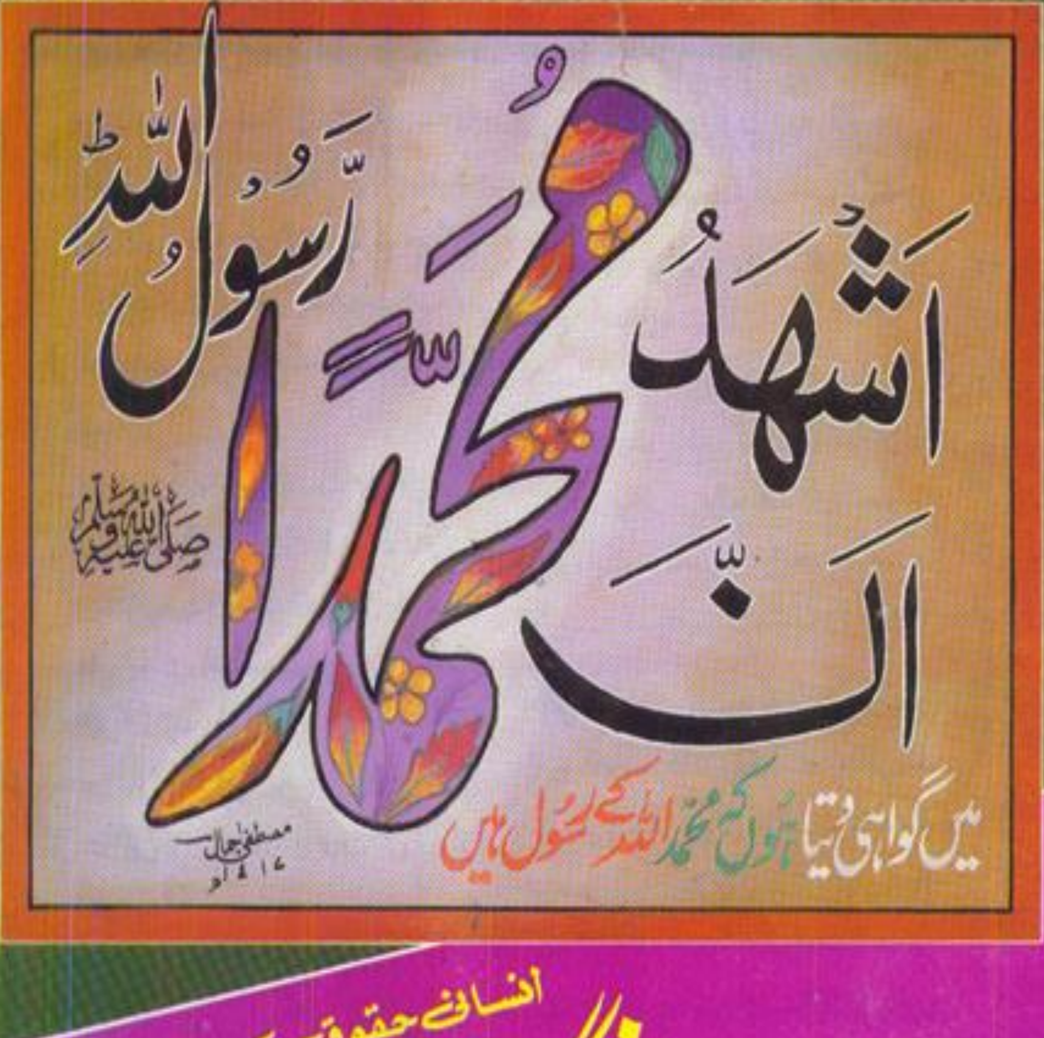

عورت کی سزائے موت کا مسئلہ

مرزا قادیانی کا معافی نامہ

انسانی حقوق کے علمبردار

انگریزوں کا وحشیانہ کردار

قیمت: ۵ روپے

سوال —— ہمارے علاقہ میں معاملہ اس طرح سے چل رہا ہے کہ زمین کا مالک آدمی سے دس ہزار روپے لے کر جتنے طے ہو جائیں لے کر خرچ کرلیتا ہے اور زمین رقم دینے والے کو کھیتی باڑی کرنے کے لئے دے دیتا ہے غیر معینہ مدت تک کے لئے اور مالک زمین کھیتی سے بھی تیسرا حصہ اپنے لئے مقدر کرتا ہے کہ ہر فصل سے تیسرا حصہ میرا ہے یوں معاملہ چلتا رہتا ہے۔ نمبردار کے پاس ایک معاہدہ بھی لکھا جاتا ہے جس میں ان ساری باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ جب مالک زمین وہ رقم جو اس نے اس آدمی سے لی تھی وہ واپس کرے گا تو اپنی زمین اس شخص سے واپس لے گا جب تک مالک زمین رقم واپس نہیں کرتا زمین واپس نہیں لے سکتا جب رقم واپس کرتا ہے تو اپنی زمین واپس لے لیتا ہے اور معاملہ ختم ہو جاتا ہے پھر کسی دوسرے سے معاملہ شروع کرنے کے لئے رقم لیتا ہے اور خرچ کردیتا ہے اور زمین نصف یا ثمث پر دے دیتا ہے اور جب چاہے رقم واپس کرکے زمین واپس لے لیتا ہے۔

نمبرا—— اگر وہ رقم جو مالک نے اس شخص سے لی ہے اگر اس کو قرض بنائیں تو اشکال یہ ہے کہ قرض تو جب قرض دینے والا چاہے واپس لے سکتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں بلکہ مالک زمین اپنی مرضی سے رقم واپس کرتا ہے۔

نمبر۲—— اگر اس کو رہن بنائیں تو مرہونہ شی سے انتفاع جائز نہیں اور شی مرہونہ کس کو بنائیں زمین کو یا رقم کو

نمبر۳—— اگر کوئی شخص مالک زمین کو رقم نہ دے تو مالک زمین اس سے فصل پر نصف لیتا ہے اگر تھل رقم دے تو پھر تیسرا حصہ لیتا ہے یعنی رقم لینے کی وجہ سے اپنے حق کو کم کردیتا ہے نہ ملنے کی صورت میں زیادہ وصول کرتا ہے۔

یہ معاملہ شرعاً کیا ہے اس رقم اور زمین کی شرعاً کیا حیثیت ہے کیونکہ معاملہ طے کرتے وقت کوئی بات نہیں کی جاتی کہ میں رقم بطور قرض دے رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

جواب —— بصورت مسئولہ جو طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے وہ قواعد فقیہ کی روسے قابل اشکال ہے۔ لیکن اگر مالک زمین اور کاشتکار کے مابین مدت کاشت متعین ہوجائے تو یہ معاملہ درست ہوگا۔ اور اجارہ کی ایک شکل ہوگی چنانچہ دس ہزار روپیہ لیڈوانس سمجھا جائے گا اور پیداوار کا ثمث یا نصف کرایہ متصور ہوگا۔ بشرطیکہ اولاً رقم کی پیشگی یا عدم پیشگی کو طے کرلیا جائے تاکہ نصف یا ثمث کی شکل میں کرایہ کی کوئی ایک جہت مقرر ہوجائے اور ابہام وجہالت باقی نہ رہے۔

الاجارة عقد على المنافع بعوض ... ولاتصح حتى تكون المنافع معلومة والا جرة معلومة .....والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة كاستيجار الدور للسكنى و الارضين للمزراعة ــ الخ (هدايه ج ۳ ص ۲۹۳)

سوال —— میں ایک گورنمنٹ ملازم ہوں میری تنخواہ سے ۱۸۰ روپے ماہوار میرے جی پی فنڈ کے لئے کٹتے تھے آج کل ۲۵۰ روپے ماہوار کٹتے ہیں۔ یہ روپیہ میرے جی پی فنڈ میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس پر گورنمنٹ بھی نفع دیتی ہے یا سود دیتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے فنڈ میں اس طرح سے ۴۳۰۰۰ ہزار روپے جمع ہوگیا ہے۔

مجھے اپنا مکان بنانے کے لئے کچھ روپوں کی ضرورت ہے کیا میں کسی دوست یا رشتہ دار سے ادھار لینے کے بجائے اس فنڈ میں سے ادھار لے سکتا ہوں۔ کیا میں اس پیسے کو اپنے مکان کے بنانے کے لئے استعمال کرسکتا ہوں یا مکان کے کسی حصہ کو جیسے غسل خانے، پاخانے، بنانے میں استعمال کرسکتا ہوں۔

(محمد حسین۔ خداداد کالونی کراچی)

جواب —— نمبرا، صورت مسئولہ میں گورنمنٹ ملازم کی تنخواہ میں سے جو رقم ماہ بماہ کاٹی جاتی ہے اور اس پر ہر ماہ جو اضافہ محکمہ اپنی طرف سے کرتا ہے پھر مجموعہ پر جو رقم سالانہ بنام سود جمع کرتا ہے۔ علماء سلف وخلف کی تحقیقات کے موقف یہ رقمیں تنخواہ ہی کا حصہ ہے کیونکہ تنخواہ کا جو جزو وصول نہیں ہوا وہ اس ملازم کی ملک میں داخل نہیں ہوا بس وہ رقم زائد اس کی مملوک شی سے منتفع ہونے پر نہیں دی گئی، بلکہ شرح ابتدائی ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ اس کو اپنے اصطلاح میں سود ہی کہے وہ شرعاً سود نہیں۔

نمبر۲، ملازم کو اس کے فنڈ سے جو رقم بنام قرض دی جاتی ہے۔ شرعاً یہ قرض نہیں بلکہ اس کا جو قرض کاٹتا ہے۔ کہ دیا ہوا قرض بعد اس کا سود وصول کیا جارہا ہے۔ چونکہ شرعاً یہ نہ اداء قرض ہے۔ اور نہ سود بلکہ فنڈ کی دیگر کٹوتیوں کی طرح یہ بھی محکمہ کے ذمہ ملازم کا قرض ہے۔ لہذا ضرورت کے وقت اسی فنڈ سے بنام قرض لیا جاسکتا ہے۔

نمبر۳، مذکورہ بالا تفصیل کے موافق جو رقم فنڈ سے ملے اپنے کسی حاجت میں بھی استعمال کرسکتا ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۳۹)

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۱۲

یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق
۱۶ تا ۲۲ اگست ۱۹۹۶ء

REGD. NO. SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
منشی علی حبیب ایڈووکیٹ

پاکستان میں نمائندہ
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ ۴
صبر کے درجات ۶
مرزا قادیانی کا معافی نامہ ۱۱
عورت کی سزائے موت کا مسئلہ ۱۴
انگریزوں کا وحشیانہ کردار ۱۶
تحفظ ختم نبوت کے لئے اہل حق کی مساعی ۲۰
امریکہ میں لیڈی ڈاکٹر کا قبول اسلام ۳۲
اخبار ختم نبوت ۳۳

قیمت ۵ روپے

بیرونی ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ امریکی ڈالر ○ یورپ اور افریقہ ۳۵ ڈالر امریکی
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۳۰ ڈالر امریکی ○
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122 583486
فیکس 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199

پرنٹر: عبدالرحمن باوا ○ ناشر: سید شاہد حسن ○ طابع: انصار پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۳۰-اے بزنس ریکارڈر روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد سے متصل تبلیغِ قادیانیت کا مرکز ۔۔۔۔۔ آخر کیوں؟

بلاک نمبر ۲ گلشن اقبال کراچی کی مسجد ربانی کے متصل ۱۹۷۶ء میں قادیانی ڈپٹی کمشنر پرویز بٹ نے قادیانیوں کو ڈسپنسری کے عنوان سے ایک پلاٹ الاٹ کر دیا تھا۔ عرصہ دراز تک یہ جگہ کسی بھی مقصد کے لئے استعمال میں نہیں آئی۔ تقریباً" ایک ڈیڑھ سال سے وہاں قادیانی افراد جمع ہونے لگے اور اس کو جمعہ کے لئے استعمال میں لے آئے آہستہ آہستہ باقاعدہ عبادت گاہ اور قادیانیت کے مرکز کی حیثیت دے دی گئی ڈش انٹینا نصب کر کے قادیانیت کا کھلم کھلا پرچار کیا جا رہا ہے۔ مسجد سے متصل قادیانیوں کو کسی بھی رفاہی کام کے عنوان سے سرکاری زمین کے الاٹ منٹ کو اشتعال انگیزی کے علاوہ دوسرے معنی نہیں دیئے جاسکتے۔ قادیانی افسر اپنی کمیونٹی کے اتحاد اور ارتدادی کھیل میں توسیع کی غرض سے اپنے منصب سے ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے رہے جو فرائض منصبی کے اعتبار سے تو کسی طور صحیح طرز عمل نہیں قرار پاسکتا' آئین و قانون کے مطابق بھی ایک سنگین جرم بنتا ہے۔ علماء کرام کے وفد سے ملاقات پر موجودہ ڈپٹی کمشنر ایسٹ نے وعدہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے اپنا فریضہ ادا کریں گے۔ تاہم اس کے بعد بھی ڈپٹی کمشنر ایسٹ' کمشنر کراچی' گورنر اور وزیر اعلیٰ سندھ کی مذہبی و قانونی ذمہ داری ہے کہ اس قسم کی اشتعال انگیز کارروائی کا فوری نوٹس لیں اور حالات کے قابو سے باہر ہونے سے قبل مسلمانوں کے جذبات سمجھنے کی کوشش کریں۔ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف پروپیگنڈہ کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتے اور مسجد سے متصل ایسی گھناؤنی کارروائی تو اور بھی ناقابل برداشت ہے۔

تسلیمہ نسرین کو توبہ کرلینی چاہئے!

بدنام زمانہ بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین اسلام اور شعائر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی پاداش میں جلاوطنی کو قبول کر کے یورپ کے مرغزاروں میں پہنچ گئی تھی اس نے بیک وقت تقریباً" نصف درجن شوہروں کی بیوی بننا بڑے شوق سے قبول کرلیا مگر فطرت سے بغاوت سکون نہیں دے سکتی اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں چودہ طبق روشن نظر آنے لگے۔ کچھ عرصہ قبل اس نے "را" کی بے وفائی کا راگ الاپا اور اب جلاوطنی سے اکتاہٹ کا برملا اعتراف کیا ہے۔ پہلے بھی ہم نے ان سطور میں تسلیمہ نسرین کو صدق دل سے توبہ کی تلقین کی تھی اور اب بھی خلوص کے ساتھ اسلام کی طرف رجوع کا مشورہ ہے۔ اللہ رب العزت ارحم الراحمین نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے جو ایک مستقل خصوصی نعمت ہے بھولا بھٹکا انسان اس راہ سے دائمی و ابدی راحتوں کا سامان کرسکتا ہے۔ اللہ سے توفیق مانگئے اس کے در رحمت سے مایوسی نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری بھی بخشش فرمائے اور تسلیمہ نسرین کو بھی اپنے در رحمت پر جھکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بیشک آزادروی اور روشن خیالی کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لئے اس میں عبرت کا وافر سامان ہے۔ توہین رسالت کے مرتکبین اور اسلامی قوانین کا مذاق اڑانے والوں کو اپنے طرز فکر و عمل کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے۔

ششانی مجاہدین ـــــــ اللہ کی نصرت تمہارے شامل حال رہے!

روسی مقبوضات میں آزادی کا اعلان کرنے والی چھوٹی سی ریاست ششان (چیچنیا) کے مجاہدین نے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے کارناموں کو زندہ کردیا۔ زخمی روسی عفریت افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد اپنی ساکھ کی بحالی کے لئے چند گھنٹوں میں ششان پر قبضہ کے ارادہ سے اس کی سرحدوں میں داخل ہوا تھا اور بے پناہ بارودی بارش کے ذریعے مجاہدین کو شہروں سے پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کردیا تھا۔ افغان جہاد سے مثبت سبق سیکھنے کے بجائے روسیوں نے مادی وسائل پر ہی اپنی نظر رکھی۔ مومن کے جذبہ ایمانی اور شوق شہادت سے بے خبر روسی استبداد نے بظاہر ششانی شہروں پر قبضہ کرکے کٹھ پتلی حکومت قائم کردی۔ تھوڑا عرصہ پہلے دعویٰ کیا گیا کہ ششانی رہنما جعفر داؤد کو شہید کردیا گیا۔ روسیوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوجائیں گے اور وہ خود کو روسی عفریت کے سامنے ڈال دینے پر مجبور ہوجائیں گے۔ لیکن مجاہدین نصرت الٰہی اور تائید ایزدی کے ساتھ جہادی جذبے سے سرشار مسلسل برسرپیکار رہے اور خبروں کے مطابق اب انہوں نے روسی فوجوں کو روندتے ہوئے گروزنی اور ارغون دو بڑے شہروں پر کنٹرول حاصل کرکے روسی فوجوں کو محصور ہونے پر مجبور کردیا ہے ان شاء اللہ العزیز ششان روسیوں کے لئے دوسرا افغانستان ثابت ہوگا۔ اللہ رب العزت ششانی مجاہدین کا حامی و ناصر ہو اور ان بے سروسامان عاشقان پاک طینت کو کامل فتح و کامرانی نصیب فرمائے۔ آمین

مسلمانان عالم پر اور خصوصاً مسلمان حکمرانوں پر ششانی مجاہدین کی نصرت و معاونت دامے درمے سخنے ہر پہلو سے ایک مذہبی اور انسانی فریضہ ہے جس میں کوتاہی دنیوی ذلت کے ساتھ اخروی خسارے کا بھی موجب ہو سکتی۔

پنجاب میں دینی مدرسے سرکاری تحویل میں لینے کا فیصلہ

راولپنڈی (این این آئی) حکومت پنجاب نے صوبے میں واقع تمام دینی مدرسے حکومتی تحویل میں لینے کا حتمی فیصلہ کرلیا ہے۔ اس سلسلے میں چیف سیکریٹری پنجاب نے صوبے کے تمام ڈپٹی کمشنروں کو احکامات جاری کئے ہیں کہ وہ اپنے اپنے ضلع میں واقع تمام دینی مدرسوں کی تفصیلات اور کوائف وغیرہ سے آگاہ کریں اور یہ کام فوری طور پر مکمل کیا جائے۔ ذرائع کے مطابق محض پیسے بٹورنے والے دینی اداروں کو ختم کردیا جائے گا جبکہ باقی دینی مدرسوں کا کنٹرول حکومت اپنی تحویل میں لے لے گی۔ چیف سیکریٹری کے احکامات کے بعد ڈپٹی کمشنروں نے اپنے اپنے اضلاع کے دینی مدارس کی تعداد اور کوائف وغیرہ اکٹھے کرنا شروع کردیئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق بعض خفیہ ادارے بھی اپنے طور پر دینی مدارس کا سروے کررہے ہیں اور مشکوک سرگرمیوں میں ملوث اداروں کے بارے میں اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کریں گے۔ (روزنامہ خبریں ۶ر اگست ۱۹۹۶ء)

قیام پاکستان کے بعد سے ہی یہاں کی حکومتوں میں شامل لادین عناصر دینی مدارس کے وجود کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہوئے ان کی بیخ کنی کے منصوبے بناتے رہے ہیں۔ صدر سکندر مرزا نے علماء کو چاندی کی کشتیوں میں بٹھا کر مدینہ منورہ بھیجنے کا اعلان کیا اور ایوب خان نے مصری حکومت کے مدارس پر کنٹرول سے استفادہ کا منصوبہ بنایا۔ موجودہ حکومت کے کارندے اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے خاطر بارہا دینی مدارس کے خلاف اپنی بے دینی کا غبار نکال چکے ہے۔ لیکن بوجوہ حکمرانوں کو دینی مدارس پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکی۔ حکومت پنجاب کی طرف منسوب مذکورہ بالا خبر اگر صحیح ہے تو اللہ خیر کرے' پاکستان بھی تباہی کے اس گرداب میں پھنستا نظر آتا ہے جس میں افغانستان پندرہ لاکھ سے زائد انسانوں کی قربانی دینے کے باوجود نکلنے کی راہ نہیں پارہا ـــــــ تاہم حکومت میں شامل لادینی عناصر اس حقیقت کو پیش نظر رکھیں کہ برصغیر پاک و ہند میں مدارس دینیہ عمارتوں کا نام نہیں رہا۔ عمارتیں تو آپ قبضے میں لے سکتے ہیں دینی تعلیم کے کا نظام پر گرفت نہیں کرسکتے' علماء امت درختوں کے نیچے مدارس قائم کرلیں گے۔ اور دارالعلوم دیوبند بھی ایک درخت کے نیچے ہی قائم ہوا تھا کیونکہ ان عناصر کے آقا انگریزوں نے دینی مدارس برباد کردیئے تھے اور یہ سمجھ لیا تھا کہ دین کو مٹانے میں وہ کامیاب ہوگیا ہے لیکن تاریخ نے محفوظ کرلیا کہ حفاظت اسلام کا وعدہ خداوندی واقعی سچا ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

صبر کے درجات

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

ایک موقع پر حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے تفویض اور تسلیم کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ یہ حضرات صوفیاء کی اصطلاحات ہیں۔ اور قرآن کریم میں بھی یہ لفظ آیا ہے: وافوض امری الی اللہ میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اس کو تفویض و تسلیم کہتے ہیں یعنی اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ اور مالک کی جانب سے جو معاملہ ہو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا شیخ نے فرمایا کہ نہ تو نعمتوں کو حاصل کرنا اپنے لئے اختیار کرو، اور نہ مصائب کو دفع کرنا۔

اپنے لئے تجویز کرو نعمتیں تم تک بہرحال پہنچیں گی، جو تمہاری قسمت میں لکھی جاچکی ہیں، خواہ تم ان کے لئے تگ و دو کرو یا نہ کرو، محنت کرو یا نہ کرو اور مصیبتیں اور تکالیف تم تک آکر رہیں گی، خواہ تم ان کو ناگوار سمجھو، اس پر بے قراری کا اظہار کرو، یا جو چاہو کرو، مصائب اور تکالیف تم سے ٹل نہیں سکتیں۔ اس لئے اگر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے کوئی نعمت آئے تو اس کا استعمال کرو شکر کے ساتھ۔ اور اگر مصیبت آئے تو اس کا استقبال کیا جاتا ہے صبر کے ساتھ، لیکن اس معاملے میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں۔

سب سے پہلا درجہ ہے صبر یعنی تکلف کے ساتھ صبر کرنے کی اور سہارنے کی کوشش کرنا، اگر آدمی سے صبر نہ ہوسکے تو صابروں کی سی شکل بنالینا۔ جو حضرات اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہیں ان کی شکل و صورت بنالینا بھی اللہ کے یہاں بڑا محبوب ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا (ابن ماجہ ص ۳۰۹)

یعنی رویا کرو اور اگر تمہیں رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بناؤ"۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانا چاہئے لیکن ہمیں رونا نہیں آتا، آنکھوں میں آنسو نہیں آتے، دل میں رقت پیدا نہیں ہوتی، بھئی اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی شکل تو بناؤ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی وہ عطا فرماویں گے۔ ہمارے شیخ قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اکابر میں ۲ بزرگوں کو اخیر شب میں آواز سے روتے دیکھا ہے۔ ایک اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰؒ کو دوسرے حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو، اس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے اور بلبلاتے تھے جیسے کسی بچے کی پٹائی ہو رہی ہو اور وہ رو رہا ہو، لیکن دن کے وقت اور لوگوں سے ملتے وقت ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے، تو اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کا حق ادا کرتے ہیں، اللہ کے سامنے رونا اپنی عبدیت کا اظہار کرنا ہے۔ حضرت شیخ کے یہ الفاظ کہ "جس طرح کسی بچے کی پٹائی کی جارہی ہو"۔ بڑے عجیب الفاظ ہیں۔

تو رونے والے اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے ہیں تمہیں اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی شکل ہی بنالو، اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ اور اگر گڑگڑانے کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو اللہ کے سامنے گڑگڑانے کی شکل تو بناؤ اور اگر اصل بھی نہیں اور نقل بھی نہیں تو پھر پیچھے کیا باقی رہا؟!

ایک دن ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عصر کی جماعت رہ گئی تھی، معتقدین بڑا ہجوم کرتے ہیں، ماشاء اللہ جمعہ کے دن کسی دکان کا افتتاح تھا، یا کیا تھا، حضرت کو لے گئے، حضرت نے فرمایا، بھائی جمعہ کی عصر کی نماز اپنی مسجد میں پڑھتا ہوں، میری عصر کی نماز جماعت سے نہ رہ جائے، انہوں نے کہا نہیں جی! ہم پہنچائیں گے، لے جانے کے وقت تو لوگ بڑے مستعد ہوتے ہیں، اپنے کام کا خیال ہوتا ہے، دوسرے کا خیال نہیں ہوتا۔ حضرت بنوریؒ جب واپس پہنچے تو نماز ہوچکی تھی، اس پر حضرت بڑے روئے، اس دن میں نے حضرت کو خوب روتے ہوئے دیکھا، بہت روئے اور فرمانے لگے ہمارے پاس اصل تو ہے نہیں، رسول اللہ ﷺ کی نقل ہے، نماز تو ہمیں پڑھنی نہیں آتی بس آنحضرت ﷺ کی نقل کرلیتے ہیں، یہ نقل بھی ہمارے پاس نہ رہے تو پھر ہمارے پاس کیا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے ہمیں اس چیز کی قدر نہیں ہے۔

پوری زندگی میں رسول اللہ ﷺ دو تین موقع پر تکبیر تحریمہ میں شامل نہیں ہوسکے ایک دفعہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے اور حضرت بلالؓ سے فرماگئے تھے کہ نماز کا وقت ہوجائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہنا نماز پڑھادیں گے، چنانچہ نماز کا وقت ہوا حضرت بلالؓ نے اذان کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا "نعم ان شئت"۔ ہاں! اگر تم کہو تو پڑھادیں گے۔

چنانچہ کچھ دیر انتظار کے بعد جب آنحضرت ﷺ تشریف نہیں لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ نماز پڑھایئے انہوں نے نماز شروع کردی نماز ابھی شروع ہوئی تھی کہ

آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے۔
اب لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹنا شروع کردیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں "وکان ابوبکر لایلتفت" ابو بکرؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کو کسی اور چیز کی طرف التفات نہیں ہوتا تھا"

جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوا انہوں نے آنحضرت کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے آنحضرت ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا "کھڑے رہو"

انہوں نے اظہار تشکر کے لئے دعاء کے انداز میں ہاتھ اٹھائے اور پھر پیچھے ہٹ گئے' آنحضرت ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھادی' نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا تم لوگ تالیاں کیوں بجارہے تھے؟ جب تم میں سے کسی کو نماز میں کوئی چیز پیش آجائے یعنی امام کو تنبیہ کرنے کی ضرورت ہو تو تسبیح کہا کرو کیونکہ جب تسبیح کہی جائے گی تو امام کو تنبیہ ہوجائے گا۔ فانما التصفیق للنساء، تالیاں بجانے کا حکم عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے نہیں کیونکہ عورت کو بولنے کی اجازت نہیں اور مردوں کے لئے تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ کہے۔ اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب میں نے کہا تھا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاؤ تم پیچھے کیوں ہٹے؟ عرض کیا؟

ماکان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ ﷺ

ابو قحافہ کے بیٹے سے یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے آگے ہوکر نماز پڑھائے۔ حضور اقدس ﷺ پیچھے ہوں اور میں نماز پڑھاؤں یہ میرے بس کی بات نہیں۔

اس قسم کا ایک واقعہ مرض الوفات میں بھی پیش آیا تھا۔ طبیعت مبارک ٹھیک نہیں تھی۔ طبیعت پر ثقل تھا اس لئے مسجد میں تشریف نہیں لاسکتے تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضرت ﷺ کے حکم سے نماز پڑھاتے تھے' ایک دن ذرا تھوڑا طبیعت میں سکون اور خفت محسوس ہوئی تو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ' تھے۔

آنحضرت ﷺ تشریف لاکر حضرت ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

فکان ابو بکر یصلی بصلوٰۃ رسول اللہ ﷺ والناس یصلون بصلوٰۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ

(صحیح بخاری ص ۵۳ ج۱)

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح بخاری میں ہے کہ ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابو بکرؓ کی اقتدا کر رہے تھے اس میں علماء کا اختلاف ہوا ہے کہ اس نماز میں امام کون تھا ابو بکرؓ تھے یا آنحضرت ﷺ تھے؟ غالباً" مذکورہ بالا الفاظ کے پیش نظر صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ امام تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو پہلے امام تھے اب ان کی حیثیت مکبر کی بن گئی تھی۔

یہ دو واقعے تو ایسے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز کے شروع ہونے کے بعد تشریف لاسکے ایک اور موقع پر سفر میں تھے' غالباً" یہ سفر تبوک کا واقعہ ہے' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ صبح کے وقت ضرورت کے لئے تشریف لے گئے تھے' میں پانی کا لوٹا لے کر پیچھے پیچھے گیا آپ ﷺ فارغ ہوئے تو میں نے وضو کروایا آپ ﷺ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا اس کی آستینیں تنگ تھیں' آستینیں اوپر کو نہیں اٹھتی تھیں آپ نے نکال کرکے اس کو کندھے پر ڈال دیا' آنحضرت ﷺ چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے میں لپکا کہ ان کو اتاروں' فرمایا رہنے دو میں نے ان کو پاک ہونے کی حالت میں پہنا ہوا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا'

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم وہاں سے واپس آئے تو جماعت کھڑی ہوچکی تھی کیونکہ ذرا دیر ہوگئی تھی' لوگوں نے انتظار کیا جب آنحضرت ﷺ کو دیکھا تشریف نہیں لائے' ممکن ہے پیچھے رہ گئے ہوں ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں نماز قضاء ہوجائے تو حضرات صحابہ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور ایک رکعت ہوچکی تھی کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے جب نماز سے فارغ ہوئے' اور لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ مسبوق ہیں ایک رکعت رہ گئی تو صحابہؓ بہت پریشان ہوئے آپ ﷺ نے رکعت پوری کرنے کے بعد ان کو اطمینان دلانے کے لئے فرمایا:

تم نے بہت اچھا کیا کہ نماز شروع کرلی اور یہ حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ صحابہ کی جماعت میں آنحضرت ﷺ کو ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا موقع ملا ہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں' سابقین اولین میں سے ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ وہ عبد اللہ بن عباس سے قرآن پڑھا کرتے تھے' جو ان کے بچوں کے برابر تھے' ان سے قرآن پڑھا کرتے تھے یہ ان کی تواضع تھی ترمذی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امہات المومنین سے فرمایا تھا:

ان امرکن لسمما؟ یعنی بعدی ولن یصبر علیکن الاالصابرون

"کہ تمہارا معاملہ مجھے فکر مند کرتا ہے اپنے بعد" یعنی میرے بعد تمہاری کفالت کی کیا شکل ہوگی اس کا بھی خیال آجاتا ہے' اس سے یہ بات معلوم

ہوتی ہے کہ اپنے اہل و عیال کے بارے میں فکر مند ہونا بھی سنت نبوی ﷺ ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں ہے آخر انسان انسان ہے پتھر نہیں ہے گوشت پوست کا انسان ہے' اور پھر فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے نیک مقبول بندے صابرین تمہاری خدمت کیا کریں گے" حضرات صحابہ میں سب سے نمایاں شخصیت حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی تھی جو حضرات امہات المومنین کی خدمت کیا کرتے تھے' اور ان کے پاس ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو بہت دعائیں دیتی تھیں۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اپنے پاس کچھ نہیں رکھتی تھیں۔ جو آتا اسی وقت لوٹا دیتی تھیں' وہ بھی تو آخر نبی ﷺ کی بیویاں تھیں لاکھوں کے عطیات آتے تھے' ایک دن ام المومنین کے پاس دراہم کا ڈھیر لگا ہوا تھا تقسیم کرتی رہیں' سارا تقسیم کر دیا تو خادمہ کہنے لگی کہ حضور (حضرت عائشہؓ) روزہ ہے شام کو کچھ افطار کے لئے بچا لیتیں' فرمانے لگیں پہلے یاد دلا دیتی اب عورتوں کی طرح طعنہ دینے کا کیا فائدہ؟ یعنی یہ بات بھی یاد دلانے کی ہے کہ تمہارا روزہ ہے کچھ روزہ افطار کرنے کے لئے رکھ لو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ صحیح معنی میں تو ایک ہی نماز تھی جس میں آنحضرت ﷺ سے ایک رکعت نکل گئی تھی دو واقعے ایسے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو نماز کا ابتدائی حصہ نہیں ملا پوری زندگی میں۔ اور ہماری جماعت کیا پوری نماز بھی رہ جائے تو ہمارے مسلک میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بھئی نقل تو اتارو حضور ﷺ کی اللہ کے بندو اگر اصل بھی نہ ہو نقل بھی نہ ہو تو پھر کیا رہے گا کچھ بھی نہیں رہے گا۔

نقل تو اتارو آنحضرت ﷺ کی' اور یہ نقل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے' فکر مند نہ ہوا کرو کہ ہمارے پاس اصل نہیں ہے' یا جیسی نماز ہونی چاہیے ویسی نماز نہیں ہے ہمارے پاس جیسی تلاوت ہونی چاہیے ویسی تلاوت نہیں' جیسا احسان کا درجہ عبادات میں ہونا چاہیے ویسا درجہ نہیں ہے ہمارا ہو بھی نہیں سکتا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس میں زیادہ فکر مند نہ ہوا کرو بس کوشش تو ہو اچھی سے اچھی نماز پڑھنے کی' بہتر سے بہتر نماز پڑھنے کی' لیکن اس میں زیادہ پریشان نہ ہوا کرو بس کوشش کرو کہ آنحضرت ﷺ کی نقل اتارو' آپ ﷺ کی نماز کا نقشہ کھینچو' بس انشاء اللہ وہ نماز قبول ہو جائے گی۔۔ تو شاہ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر صبر نہیں کر سکتے تو تصبر کرو' یعنی صبر والوں کا نقش بنا لو تکلف اور بناوٹ کے ساتھ ہی صبر کا اہتمام کرو شروع شروع میں ایسا ہی ہو گا لیکن رفتہ رفتہ مشق ہو جائے گی بقول حضرت حاجی صاحب پہلے ریا ہو گی' پھر عادت بنے گی' پھر عبادت بنے گی' پہلے تو صرف دکھاوا ہو گا نام ہو گا' پھر مشق کرتے کرتے عبادت کی ایسی عادت ہو جائے گی کہ کوئی تم سے چھڑانا چاہے تم چھوڑ نہیں سکو گے۔ اور جب اتنی پختگی ہو گی تو پھر آگے تیسرا قدم اٹھے گا عبادت کی طرف کہ اللہ کے سامنے جھک رہے ہیں' اس میں حقیقت آنا شروع ہو جائے گی اور اسی کا نام مجاہدہ ہے' یہی محنت ہے۔ جو مطلوب ہے' ہم لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے دن جنید بغدادی بن جائیں' اگر جنید بغدادی جیسی نماز پڑھیں تو پڑھیں ورنہ پھر نماز سے کیا فائدہ؟ یہ بات غلط ہے تو شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے' مصیبت آئے تو صبر کے ذریعہ اس کا استقبال کرو' اور اس میں بہت سے درجے ہیں' پہلا درجہ تصبر کا ہے' یعنی بتکلف صبر کرو' پھر اس کے بعد دوسرا درجہ آئے گا صبر کا جس کا مطلب ہے۔

"کسی مصیبت کو من جانب اللہ سمجھتے ہوئے اس کو سہارنا اس پر شکایت نہ کرنا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو تکلیف ہمیں پہنچتی ہے اس میں یہ عقیدہ تو تمہارا ہو گا ہی کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے' کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے' اب یہ خیال کہ یہ چیز جو منجانب اللہ آئی ہے' یہ کسی مقصد کے لئے ہے یا بے فائدہ ہے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے' حکیم کا کوئی کام مقصد سے خالی نہیں ہوتا چلو یہ بات بھی طے ہو گئی کہ اس میں کوئی فائدہ ضرور ہے اب فائدے میں تین احتمال ہیں' ایک یہ کہ اللہ میاں کا فائدہ ہو' ایک یہ کہ تمہارا فائدہ ہو' ایک یہ کہ مشترکہ فائدہ ہو کہ تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کا فائدہ ہے' کچھ تھوڑا تمہارا بھی ہے' لیکن پہلی اور تیسری صورت غلط ہے' کیونکہ اللہ فائدہ حاصل کرنے سے بے نیاز ہے' وہ مخلوق کو فائدہ پہنچاتے ہیں' یہ اس کا عام فیض ہے کہ سب کو فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن مخلوق سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے' اسی لئے اللہ تعالیٰ کو منعم حقیقی کہتے ہیں' کہ وہ سب کو نعمتیں عطا کرتے ہیں' سب پر احسان کرتے ہیں' مگر مخلوق سے کوئی نفع اور کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے' واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے منعم ہیں' احسان کرنے والے ہیں' وہ احسان و انعام میں کوئی نہ کوئی اپنا فائدہ ضرور رکھتے ہیں' کوئی شخص ثواب کی نیت کرتا ہے کہ مجھے اس کا ثواب ملے گا یہ فائدہ بھی کرتا ہوا' اور اگر کوئی اور فائدہ نہ ہو تو کم از کم یہی ہے کہ کسی کی بدحالی کو دیکھ کر دل میں جو کڑھن پیدا ہو گئی تھی احسان کے ذریعہ وہ کڑھن جاتی رہے گی۔ کسی کو دیکھ کر جو ہمارے دل کو تکلیف ہوتی تھی وہ ہمارے دل کی تکلیف دور ہو گی' کوئی لوگ دونوں کے لئے احسان کرتے ہیں' خدمت خلق کرتے ہیں' کہ ووٹ ملیں گے' کوئی خدمت خلق کرتے ہیں نام آوری کے لئے' سرداری حاصل کرنے کے لئے' کوئی احسان کرتا ہے آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے انما الاعمال بالنیات جیسی کسی کی نیت ہو گی حق تعالیٰ شانہ ویسا ویسا اس کے ساتھ معاملہ فرمائیں گے' لیکن بہر حال مخلوق کی طرف سے کسی پر جو احسانات ہو رہے ہیں ان میں کوئی نہ کوئی فائدہ بھی اپنا ہوتا ہے خواہ کسی درجہ کا بھی ہو اپنا فائدہ بھی مدنظر ہوتا ہے' یہ ایک

اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے کہ تمام مخلوق پر انعام فرما رہے ہیں لیکن اپنا کوئی فائدہ نہیں مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ مخلوق اس لئے نہیں بنائی کہ میں ان سے کوئی نفع کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں کوئی سودا کرنا چاہتا ہوں' نہیں بلکہ صرف بندوں پر احسان کرنے کے لئے یہ تخلیق فرمائی ہے پس اللہ تعالیٰ کا محض احسان ہی احسان ہے' فضل ہی فضل ہے' انعام ہی انعام ہے' تو اللہ کی طرف سے اگر کوئی تکلیف آتی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں وہ فائدے سے پاک ہے' قرآن کریم میں ہے

مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و آمنتم

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کریں گے تمہیں تکلیف دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ"۔

تو یہ طے ہوگیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے تمہارے فائدے کے لئے ہو رہا ہے' اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں لیکن بات یہ ہے کہ فائدہ ہمیں کبھی محسوس ہوتا کبھی محسوس نہیں ہوتا مولانا فرماتے ہیں!

طفل می لرزد زنیش احتجام
مادر مشفق دراں غم شاد کام

بچے کے پھوڑا نکل آیا تھا ماں لے گئی نشتر لگانے والے کے پاس' اس کا آپریشن کروایا جائے' نشتر تو بعد میں لگے گا بچے نے اس کو دیکھ کر ہی چلانا شروع کردیا' بہر حال اس کو جیسے کیسے پکڑ کر نشتر لگوادیا' اور پیپ گندگی سب نکل گئی' زخم کو صاف کر کے اس کے مرہم لگادیا' تو بچہ لرز رہا ہے کانپ رہا ہے لیکن ماں خوش ہو رہی ہے کہ بچے کی تکلیف دور ہوگئی' شکریہ بھی ادا کرتی ہے ڈاکٹر صاحب کا' اور اس کو فیس بھی دیتی ہے' احسان بھی مانتی ہے' تو ماں جو اپنے بچے کے نشتر لگواتی ہے' یہ بچے کے ساتھ اس کی شفقت و محبت ہے' مگر بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یوں سمجھتا ہے کہ ماں اس پر بڑا ظلم کر رہی ہے' یہ بچے کے ساتھ اس کی شفقت و محبت ہے' مگر بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے یوں سمجھتا ہے کہ ماں اس پر بڑا ظلم کر رہی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ساتھ جو معاملہ بھی ہوتا ہے ہمارے گندے مواد کا آپریشن ہوتا ہے' ہم اپنی کم عقلی اور نادانی کی وجہ سے اس کو نہیں سمجھتے' یہ بھی رحمت ہی کا معاملہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب نظر ذرا زیادہ صحیح کر دیتے ہیں تو بات سمجھ بھی آنے لگتی ہے کہ یہ معاملہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے اس کی وجہ بھی سمجھ میں آنے لگتی ہے۔

بہر حال دوسرا درجہ صبر ہے صبر کے بڑے درجات ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" وبشر الصابرین"

اور خوشخبری دے دو صبر کرنے والوں کو

" الذین اذا اصابتھم مصیبۃ"

صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے"۔

قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون"

(وہ یوں کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں' اللہ کا مال ہیں اور اللہ کی طرف جانے والے ہیں"۔ اولئک علیہم صلوٰۃ من ربھم ورحمۃ"

شاہ عبدالقادر" ترجمہ فرماتے ہیں " یہ لوگ ہیں کہ ان کو شاباشیں ان کے رب کی جانب سے اور ان پر رحمت ہے"

یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہیں۔

واولئک ھم المھتدون

اور یہی لوگ ہیں صحیح راستہ پانے والے

ان اللہ مع الصابرین

پس جو تکلیف آئے اسے محبوب کا عطیہ سمجھے ہیں اور صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے اس کی شکایت نہ کرو بس یہی صبر ہے۔

بزرگ فرماتے ہیں صبر کی تین علامتیں ہیں ایک یہ کہ شکوہ شکایت نہ کرے دوسری یہ کہ ضرورت سے زیادہ جزع فزع نہ کرے ویسے آدمی کمزور ہے جب تکلیف ہو تو ہائے کرے گا' اس کی اجازت ہے' اس کا کوئی مضائقہ نہیں' بلکہ ہم تو بندے ہیں ہائے کہنا بندگی کا اظہار ہے' اپنے عجز کا اظہار ہے' اپنی کمزوری کا اظہار ہے' اپنی کمزوری کے اظہار کے لئے منہ سے ہائے بھی نکلے گی' تکلیف بھی ہوگی' لیکن جزع فزع کی اجازت نہیں جس سے بے صبری کا اظہار ہو شکوہ شکایت کی کیفیت پیدا ہو جائے ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب کوئی بیمار کی مزاج پرسی کرے تو بیمار کو چاہیے کہ پہلے الحمد للہ کہے اس کے بعد اپنی بیماری کو بیان کرے تاکہ بیماری کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ سمجھا جائے۔

تیسرے یہ کہ مصیبت کی وجہ سے تمہارے اعمال شرعیہ یا سنیہ میں کسی قسم کا تغیر پیدا نہ ہو' اگر تکلیف کی وجہ سے' مصیبت کی وجہ سے' نمازیں قضا ہو گئیں یا اور معمولات میں فرق آنے لگا تو یہ صبر کے خلاف ہے' یہ تین چیزیں اگر پائی جائیں تو یہ صبر جمیل ہے اور ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بہت ہی عنایتیں ہیں بڑی ہی عنایتیں ہیں!

شیخ فرماتے ہیں کہ تیسرا درجہ موافقت ہے کہ جو معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اس پر رضائے الٰہی کی موافقت کرو جب اس طرف نظر چلی جائے کہ معاملہ مالک کی طرف سے کیا جا رہا ہے تو موافقت پیدا ہو جاتی ہے' یہ صبر سے اونچا درجہ ہے' وہ قصہ مشہور ہے کہ شاہ دولہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں نے کہا کہ دریا میں کٹاؤ لگا ہوا ہے آپ ذرا دعا کر دیجئے کہ دریا کا رخ بدل جائے۔ فرمایا' ہاں مجھے وہاں لے چلو لے گئے' فرمایا ذرا کدال دے دو' کدال دے دیا' تو خود بھی گرانے لگے' لوگوں نے کہا یہ کیا غضب کر رہے

ہیں' فرمایا جدھر مولا ادھر شاہ دولہ اگر مولا ہی چاہتا ہے کہ اس کو گرایا جائے تو شاہ دولہ کون ہوتا ہے جو کہے کہ نہ گراؤ' اور ان کی اس موافقت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دریا کا بہاؤ دوسری طرف پھیر دیا کٹاؤ بند ہو گیا اور دریا کا بہاؤ دوسری طرف مڑ گیا اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ عجیب ہوتا ہے تو یہ تیسرا درجہ ہے بھی جدھر مولا ادھر شاہ دولہ

شیخ فرماتے ہیں چوتھا درجہ اس سے اوپر کا ہے اور وہ ہے تنعم و تلذذ۔ جب یہ چیز اور آگے بڑھتی ہے تو جس طرح نعمتوں سے لذت حاصل ہوتی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصائب اور تکالیف آتی ہیں ان سے آدمی کو لذت حاصل ہونے لگتی ہے' جیسے بچے حلوہ کھاتے ہیں ان کو لذیذ لگتا ہے لیکن بعض لوگ مرچیں کھاتے ناک سے پانی بہہ رہا ہے' آنکھوں سے بھی پانی بہہ رہا ہے سی سی بھی کر رہے ہیں لیکن کھا رہے ہیں اس کے بغیر کھانا لذیذ نہیں معلوم ہوتا ہم لوگوں کو جس طرح نعمتوں سے لذت حاصل ہوتی ہے ان مقبولان الٰہی کو ان معاملات سے جن کو تکالیف و مصائب کہتے ہیں لذت حاصل ہوتی ہے یہ چھوٹا درجہ نہیں ہے بہت بڑا درجہ ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما دونوں باپ بیٹا صحابی ہیں حضرت عمران بہت اونچے درجے کے' بہت پیارے صحابی ہیں' وہ بھی ایک تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے انہوں نے داغ لگوایا پرانے زمانے میں داغ دیکر یعنی لوہا گرم کر کے لگاتے تھے' اور اس کے ذریعہ بعض بیماریوں کا علاج کرتے تھے تو کسی آدمی سے شکایت کی کہ میں جب سے اس تکلیف میں مبتلا ہوا تھا مجھے فرشتے سلام کرتے تھے جب سے داغ دیا تو وہ سلام بند کر دیا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ دولت نصیب کر دی الغرض چوتھا درجہ یہ ہے کہ تکلیف اور مصیبت کو محبوب کی جانب سے سمجھ کر اس سے لذت حاصل کرو کیونکہ محبوب کی جانب سے جو تکلیف آئے وہ عاشق کے لئے راحت کا موجب ہوا کرتی ہے ہمارے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی فرمایا اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کئی سالوں کے فراق کے بعد کسی کا محبوب اچانک ملا ہو' اور وہ پیچھے سے آکر اس کو دبا دے یا' اب محبوب موٹا تازہ فربہ' اور عاشق بیچارہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا ہے محبوب نے اس کو جو زور سے دبایا تو عاشق کی ہائے نکلی' تو محبوب نے کہا کہ تمہیں تکلیف ہو رہی ہو تو تمہیں چھوڑ کر رقیب کو پکڑوں؟ اس حال پر عاشق کیا کہے گا وہ تو یہی کہے گا

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

دشمن کو یہ بات نصیب نہ ہو کر وہ تیری تلوار سے ہلاک ہوا کرے دوستوں کا سر سلامت رہے کہ آپ خنجر آزمائی کریں۔

صبر کرنے والوں کے بڑے درجے ہیں یہاں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت عجیب بحث کی ہے' وہ فرماتے ہیں ایک ہے مصیبت پر اجر ایک ہے صبر پر اجر یہ دونوں الگ الگ اجر ہیں۔ اگر کوئی صبر نہ کرے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ تکلیف اور مصیبت کا اجر عطا کریں گے' اور اگر صبر کرے گا تو صبر کا اجر الگ ملے گا اور تکالیف کا اجر الگ عطا فرمائیں گے۔

شیخ فرماتے ہیں دوسرا درجہ صبر کا ہے' اور تیسرا درجہ اس سے بڑھ کر آگے ہیں یعنی یہ دیکھ کر کہ یہ مالک کی طرف سے ہے پھر آدمی میں جذبہ موافقت پیدا ہو جاتا ہے اور چوتھا درجہ مصیبت سے تلذذ کا ہے ہمارے حضرت مفتی محمد حسن صاحب' جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے ان کی ٹانگ میں تکلیف ہو گئی تھی ڈاکٹروں نے کہا ٹانگ کاٹ دینا پڑے گی فرمایا بہتر ہے' انہوں نے بے ہوش کرنے کو کہا فرمایا تم اپنا کام کرو' ہم اپنا کام کریں گے' بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں' بس تم اپنا کام کرو' اب اندازہ کیجئے کہ زندہ آدمی ہے اس کی ٹانگ کاٹی جا رہی ہے مگر وہ اف تک نہیں کرتا۔ سی بھی نہیں کی' ہائے بھی نہیں کہا سبحان اللہ ان لوگوں کا کیا مقام ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے ان پر جو گذری وہ آپ کو معلوم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انا وجدناہ صابرا ° نعم العبد انہ اواب

ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا بڑا اچھا بندہ تھا بڑا رجوع کرنے والا تھا۔

سبحان اللہ کیا بات ہے؟ مالک کہہ رہا ہے بندے کو کہ وہ بڑا رجوع کرنے والا تھا۔

تو جب موافقت کے مقام سے بندہ ترقی کرتا ہے تو تنعم اور تلذذ کے مقام پر پہنچتا ہے کہ جس طرح نعمتوں سے لذت حاصل کرتا ہے اسی طرح اس کو تکالیف و مصائب سے راحت ملتی ہے۔

لیکن قصہ یہیں ختم نہیں ہو گیا' اس سے اوپر بھی ایک درجہ ہے شیخ فرماتے ہیں وہ درجہ فناء کا ہے' کہ مالک حقیقی کے سامنے بندے کا ارادہ اختیار ختم ہو جائے' اس کے حکم کے سامنے ہماری کوئی خواہش باقی نہیں رہ گئی فنا ہو گئی' "مردہ بدست زندہ" والا مضمون ہو گیا اب مردے بے چارے کی کیا خواہش ہے' اس کو جہاں چاہو رکھ دو' جس طرف چاہو پلٹ دو' اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا کہ نہ لذت رہے نہ تکلیف نہ راحت نہ کلفت' اس کی کوئی چاہت ہی نہیں رہی' یہ فنا کا مقام ہے۔ یہ آخری مرتبہ ہے اس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں۔ اور یہ اصل مقام عبدیت ہے' یہ ہے بندے کا اصل مقام یہ تو ظاہر ہے کہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کرتے ہیں اور بندہ چاہے نہ چاہے اس کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو گا' اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہو گا جس کو چاہے عزت دے' جس کو چاہے ذلت دے جس کو چاہے غنی کر دے' جس کو چاہے فقیر کر دے' صحت اس کے قبضہ میں ہے' بیماری اس کے قبضہ میں ہے راحت اس کے قبضہ میں ہے تکلیف اس کے قبضہ میں ہے' یہ سب چیزیں جو اسباب کی دنیا میں ہیں ان اسباب کو تمہارے موافق کر دیں یہ اس کے

باقی صفحہ ۱۵ پر

مرزا قادیانی کا معافی نامہ

محمد طاہر رزاق

بہادری اوصاف نبوت میں سے ایک نہایت اہم وصف ہے۔ نبی کی دلیری اور شجاعت کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ اسے بارگاہ منعم حقیقی سے وہ رعب و دبدبہ عطا ہوتا ہے جو کسی غیرنبی کے نصیب کی بات نہیں۔ اس کے عزم و حوصلہ کے سامنے ہوائیں رخ بدل لیتی ہیں' سنگلاخ چٹانوں کے جگر پاش پاش ہو جاتے ہیں' پہاڑ راستہ چھوڑ دیتے ہیں' دریاؤں کے دل دہل جاتے ہیں اور طاغوتی طاقتیں شاہراہ بزدلی پر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتی نظر آتی ہیں۔ نبی بزدل ہو تو وہ باطل کے خلاف جہاد نہیں کر سکتا۔ نبی ڈرپوک ہو تو وہ مظلوموں کو ظالموں کے آہنی پنجوں سے نہیں چھڑا سکتا۔ نبی دوں ہمت ہو تو وہ امتحانات کی جاں گسل وادیوں میں آبلہ پائی نہیں کر سکتا۔ نبی بے حوصلہ ہو تو وہ کفر کے جھوٹے خداؤں کے سامنے "لا الٰہ الا اللہ" کا نعرۂ حق نہیں لگا سکتا۔ نبی ناتواں دل کا مالک ہو تو وہ شمشیر جہاد اٹھا کر کفر کے مقابلہ میں میدان جہاد میں نہیں اتر سکتا۔ نبی موت سے خائف ہو تو وہ امت میں شہادت کی تڑپ پیدا نہیں کر سکتا۔ نبی امت کا مربی ہوتا ہے اور اگر نبی ہی بزدل ہو تو امت میں شجاعت کے جواہر کیسے پیدا ہوں۔ نبی اس دنیا میں اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے اس کا نمائندہ کبھی کمزور عزم و ہمت کا مالک نہیں ہو سکتا۔

اللہ کے نبیوں کو آگ میں پھینکا گیا' آروں سے چیرا گیا' سر تن سے جدا کئے گئے' جسم میں آہنی کنگھیاں پھیری گئیں' قید خانوں میں ڈالا گیا' جلاوطن کیا گیا اور روح فرسا امتحانات سے گزارا گیا لیکن وہ ہر مقام پر سرفراز و سرخرو نظر آئے۔ امام الانبیاء ﷺ کو مکہ مکرمہ جیسے پیارے وطن سے نکالا گیا' فحش گالیاں دی گئیں' سوشل بائیکاٹ کیا گیا' شعب بنی ہاشم میں مقید کیا گیا' غنڈوں سے پٹوایا گیا' لہولہان کیا گیا' سر مبارک میں خاک ڈالی گئی' سجدے کی حالت میں سر اقدس پر اونٹ کی غلیظ اوجھری رکھی گئی' زہر دیا گیا' قتل کی سازشیں تیار کی گئیں اور سر مبارک کی قیمت مقرر کی گئی لیکن یہ سب کچھ آپ کو آپ کے مشن سے نہ ہٹا سکا۔

آپ کو لالچ دیا گیا کہ اگر آپ دین حق کی تبلیغ سے باز آجائیں تو قریش کی امارت آپ کے سپرد ہے۔ اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو آپ کے قدموں میں سیم و زر کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اگر آپ کسی امیر کبیر اور اعلیٰ حسب نسب کی حسین و جمیل عورت سے شادی کے متمنی ہیں' تو معزز سے معزز خاندان کی خوبصورت دوشیزائیں آپ کے لئے حاضر ہیں۔ مگر آپ نے ان تمام انعامات کو ٹھکرا دیا اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

جب کفار کے سرداروں نے آپ کے کفیل ابوطالب کو گھیر لیا اور ان پر ہر قسم کا سخت دباؤ ہے متاثر ہو کر جب ابوطالب نے آپ سے کہا کہ بھتیجے! اب میں تیرا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ان اسباب شکن لمحات میں کائنات کے سب سے بہادر انسان جناب محمد رسول ﷺ نے اپنے چچا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو میں تب بھی حق بات کہنے سے باز نہ آؤں گا۔"

احد کے میدان میں جب کفار نے آپ کو گھیر لیا ہے اور آپ پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ ہے۔ چمکتی ہوئی تلواریں آپ کے خون کی پیاس میں تڑپ رہی ہیں۔ صحابہؓ کرام آپ کا تحفظ کرتے ہوئے پروانہ وار کٹ کر گر رہے ہیں۔ آپ کی جان سخت خطرے میں ہے۔ دانت مبارک شہید ہو گئے ہیں۔ مقدس داڑھی خون سے رنگین ہے۔ کپڑوں پر نبوت کا خون چمک رہا ہے۔ اس حالت میں بھی آپ مصلحت انگیز رویہ اختیار نہیں کرتے۔ آپ کسی بات پر معذرت خواہ نہیں ہیں۔ کفار سے جان بخشی کی التجا نہیں کرتے بلکہ آہنی چٹان کی طرح اپنے موقف پر قائم ہیں اور مسلمانوں کو اکٹھا کر کے انہیں ایک نیا عزم اور حوصلہ عطا کر کے کفار پر زبردست حملہ کرتے ہیں اور پھر کفر میدان جنگ سے سرپٹ بھاگتا دکھائی دیتا ہے۔

یہ آپ کی تربیت کا اعجاز تھا کہ حضرت بلالؓ دہکتے انگاروں پر لیٹے ہیں۔ جسم سے چربی پگھل رہی ہے لیکن اس حالت میں بھی وہ اپنے ایمان کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضرت خبیبؓ تختہ دار پر جھول گئے لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے۔ حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ کو اذیت ناک طریقے سے شہید کیا گیا لیکن انہوں نے کفر سے زندگی کی بھیک نہیں مانگی۔ حضرت ابوجندلؓ کو زنجیروں میں باندھا گیا اور سخت تشدد سے ان کے جسم کو داغا گیا لیکن انہوں نے اسلام کو داغ مفارقت نہ دیا۔ حضرت امام حسینؓ نے کربلا کے میدان میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا لیکن یزید کے موقف کی تائید نہ کی۔

یہ آپ کی شجاعت کا فیض ہے کہ آپ کے

غلاموں نے قیصر و کسریٰ کی حکومت کے ٹاٹ لپیٹ دیئے۔ شاہوں کے تخت چھین لئے' تاج اچھال دیئے۔ دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیئے' صحراؤں اور جنگلوں کو اپنے برق رفتار گھوڑوں کے ٹاپوں تلے روند ڈالا اور عالم کے چہار سو دین حق کی شمعیں روشن کردیں۔ یہ آپ کی بہادری کا اثر ہے کہ آپ کی امت میں سلطان نور الدین زنگی' سلطان صلاح الدین ایوبی' سلطان محمود غزنوی' طارق بن زیاد' محمد بن قاسم ایسے لوگ پیدا ہوئے۔ جنہیں علامہ اقبال اپنے قلب کی گہرائیوں سے یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی!
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

○

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اگر نمونہ کے طور پر جرات' ہمت' حوصلہ عزم اور ثابت قدمی اور موقف کی پاسداری کی مزید چند جھلکیاں دیکھنی ہوں تو دیکھئے۔

امام مالکؒ کے بڑھاپے کے ایام ہیں۔ جسم پہ تار تار لباس ہے۔ آپ کا منہ کالا کردیا گیا ہے اور آپ کو مدینہ کی گلیوں میں پھرایا جارہا ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی آپ راستے میں کھڑے لوگوں کو مخاطب کرکے اپنی حق بات کا اعلان کررہے ہیں۔ "لوگو! زبردستی کی طلاق جائز نہیں"۔

امام ابو حنیفہؒ کا حکمران وقت سے اختلاف ہوتا ہے وہ آپ کو حوالہ زنداں کردیتا ہے لیکن آپ اپنے موقف پہ ڈٹے رہتے ہیں۔ پھر آپ کا جنازہ بھی جیل سے نکلتا ہے لیکن ظالم کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتے۔

امام احمد بن حنبل کو ٹکٹکی پر باندھ دیا گیا ہے۔ جلاد غصہ سے بپھرا ہوا ہے۔ دور سے بھاگ کر آتا ہے اور آپ کے جسم پر شڑاپ' شڑاپ کوڑے برساتا ہے۔ امام صاحب کا جسم لہولہان ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ کوڑے جو بڑی بے رحمی سے آپ کے جسم پر برسے ان میں سے اگر ایک کوڑا کسی تنومند ہاتھی کو لگتا تو وہ بلبلا اٹھتا۔ لیکن عزم و ہمت کے پیکر امام احمد بن حنبل خون میں نہائے ہوئے جسم کے ساتھ اس وقت بھی یہ اعلان کررہے ہیں "لوگو! قرآن خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے۔" امام ابن تیمیہؒ کو حاکم وقت قید کرلیتا ہے۔ جیل کی سختیوں اور اذیتوں میں اسلام کا یہ صاحب سیف و قلم سپاہی جان کی بازی ہار جاتا ہے لیکن حق پہ ثابت قدم رہ کے ایمان کی بازی جیت جاتا ہے۔ غازی علم الدین شہید پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لیتا ہے اور جناب خاتم النبیین ﷺ کی عزت پر قربان ہوجاتا ہے۔ لیکن وہ اس اقرار سے نہیں پھرتا "میں نے شاتم رسول راجپال کو قتل کیا ہے۔" غازی میاں محمد شہید تختہ دار پر جھول جاتا ہے۔ لیکن اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوتا۔

یہ تھا مختصر سا تذکرہ اللہ پاک کے سچے انبیاء بالخصوص سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے بہادر غلاموں کا' جو صرف اللہ سے ڈرتے تھے اور باقی اہل دنیا ان سے ڈرتے تھے۔ اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا اور اس سے مرعوب ہونا ان کی سرشت میں ہی شامل نہ تھا۔ وہ موت سے عشق کرتے تھے کیونکہ وہ موت کو پروانہ جنت سمجھتے تھے۔ وہ دنیا کو مردار سمجھتے اور اس کے طالبوں کو کتے جانتے۔ انہیں شجاعت و بہادری کے یہ اوصاف اپنے نبیؐ کی سچی تعلیمات سے ملے تھے۔ یہ شجاعت محمدیؐ کے چشمہ صافی کے مصفا پانی کا کمال تھا جسے پینے کے بعد ان کے دلوں سے اہل دنیا کا خوف نکل گیا تھا اور وہ تلوار کی دھار پر بھی حق بات کہنے سے نہ چوکتے۔

عہد غلامی میں جب ہندوستان میں اشارہ فرنگی پر مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور اس نے اعلان کیا کہ اللہ نے مجھے "محمد رسول اللہ" بنا کر بھیجا ہے۔ یعنی میری شکل میں محمد رسول اللہ دوبارہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لائے ہیں۔ میں عین محمد ہوں جس نے مجھ کو نہیں پہچانا اس نے محمد کو نہیں پہچانا۔ اس نے کہا کہ میں شیر خدا ہوں' میں اللہ کی تلوار ہوں' میں پوری دنیا کا سپہ سالار ہوں۔ جو مجھ سے ٹکرائے گا خدائی عذاب اس کو جلا کر بھسم کردے گا۔

مسلمانان ہندوستان جب اس جھوٹے نبی کے مقابلہ میں نکلے تو مختلف مناظروں اور مقابلوں میں زچ ہوکر اس بناسپتی نبی نے بدزبانی شروع کردی اور پھر جب اس جھوٹے نبی کی بدزبانی' گالیوں اور پھر غلیظ گالیوں تک پہنچی تو ایک مسلمان مجاہد نے تنگ آکر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور منصف مزاج مجسٹریٹ نے جب مرزا قادیانی کو عدالت میں طلب کیا تو عدالت میں داخل ہوتے ہی مرزا قادیانی کا رنگ فق ہوگیا' ہوش و حواس اڑ گئے' جسم پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی جھوٹی نبوت کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ مرزا قادیانی نے عدالت میں گڑگڑاتے ہوئے تحریری معافی نامہ پیش کیا اور عدالت میں دست بستہ زانو شکستہ درخواست کی کہ اس بدزبانی پر مجھے اس مرتبہ معاف کردیا جائے۔ میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ مرزا قادیانی کا یہ معافی نامہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں موجود ہے اور مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ معافی نامہ حاضر خدمت ہے۔

نقل اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور

خداوند تعالیٰ حاضر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ

۱۔۔ میں ایسی پیشگوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جاوے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند کی ناراضگی کا مورد ہو' شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

۲۔۔ میں اس سے بھی اجتناب کروں گا۔ شائع کرنے سے کہ خدا کی درگاہ میں دعا کی جاوے کہ کسی شخص کو حقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عتاب الٰہی بنے یا یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ مذہبی میں کون صادق اور کون کذاب ہے۔

۳۔۔ میں ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہوں۔

۴۔۔ میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں جس سے کہ اس کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے یا اس کے دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کروں گا جیسا کہ دجال' کافر' کاذب' بطالوی۔ میں بھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے برخلاف کچھ شائع نہ کروں گا جس سے اس کا آزار پہنچے۔

۵۔۔ میں اجتناب کروں گا۔ مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے اس کے دوست یا پیرو کو مباہلہ کے لئے بلاؤں اس امر ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کذاب ہے نہ میں اس محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو اس بات کے لئے بلاؤں گا کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشین گوئی کریں۔

۶۔۔ میں حتی الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح کاربند ہونے کے لئے ترغیب دوں گا جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر۱' ۲' ۳' ۴' ۵' میں اقرار کیا ہے ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء۔

دستخط صاحب مجسٹریٹ ضلع

بحروف انگریز مسٹر ڈوئی

دستخط بحروف انگریزی

کمال الدین پلیڈر

دستخط مرزا غلام احمد قادیانی

بقلم خود

صاحبو! یہ نبی ہے جو مجسٹریٹ کے ماتھے کے شکن دیکھ کر اپنا بیان بدل جاتا ہے' جو مجسٹریٹ کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر اپنی "شریعت" میں ردو بدل کرلیتا ہے۔ جو جیل کا دروازہ دیکھ کر اپنے فرشتے ٹیچی ٹیچی کی پیشین گوئیاں سنانا بند کرلیتا ہے۔ جو مجسٹریٹ کے تیوروں کو دیکھ کر اپنے مباہلوں اور بد دعاؤں کی دکان بند کردیتا ہے۔ بھئی ڈر آ کیوں نہ گورنمنٹ نے ہی تو نبوت عطا کی تھی اور اگر گورنمنٹ ہی ناراض ہوگئی تو نہ نبوت بچے گی اور نہ نبی!

مزید سنئے مرزا قادیانی کہتا ہے:

"میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا۔ جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔" (مرزا قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت گورداسپور میں مندرجہ اخبار "الحکم" قادیان' جلد ۵ نمبر۲۹' منقول از منظور الٰہی' ص ۲۲۸۔ مصنفہ منظور الٰہی قادیانی)

یعنی قادیانی نبوت وہ چھکڑا ہے جس کی مہاریں مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جب چاہے جہاں چاہے روک لے اور جب چاہے چلادے۔ قادیانی خدا بھی مجبور اور قادیانی نبی بھی مجبور!

مزید سنئے!

"سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ آئندہ میں ان کو (مولوی محمد حسین بٹالوی) کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔" (تریاق القلوب ص ۱۳۰' مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! سنو یہاں تمہارا مرزا قادیانی کیا کہہ رہا ہے۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں"۔ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳' مصنفہ مرزا قادیانی)

"جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہو گا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔" (اشتہار "معیار الاخیار" ص ۸' مصنفہ مرزا قادیانی)

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ' ص ۱۵' مصنفہ مرزا قادیانی)

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص ۳۰' مصنفہ مرزا قادیانی)

"میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷' مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! عدالت میں کچھ' باہر کچھ۔ مجسٹریٹ سے ڈرنا اور اللہ سے نہ ڈرنا' یہی کردار ہے تمہارے رہبر و راہنما کا۔ کچھ تو سوچو' آخر ایک دن موت کا مزا چکھنے کے بعد اللہ کے دربار میں حاضری بھی ہونی ہے اور تمہیں جواب بھی دینا ہے!

حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے انگریزی نبی مرزا قادیانی کی انہی صفات رزیلہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

باقی صفحہ ۱۵ پر

مولانا محمد ازہر

عورت کی سزائے موت کا مسئلہ

وفاقی کابینہ نے وزیر اعظم کی صدارت میں ایک بل کے مسودہ کی منظوری دی ہے جس کے تحت عورتوں کو سزائے موت نہیں دی جائے گی اور اس کے بدلے میں صرف عمر قید کی سزا دی جائے گی۔ کابینہ کی دلیل یہ ہے کہ عورتیں دہشت گردی اور دیگر سنگین جرائم کی مرتکب کم ہی ہوتی ہیں۔

(نوائے وقت ملتان ۱۱ر جون ۱۹۹۶)

غالباً" وفاقی کابینہ کے مرد حضرات اپنی خاتون لیڈر سے مرعوبیت کے باعث اس فیصلہ کے مضمرات پر غور و فکر نہیں کر سکے ورنہ وہ قرآن' آئین' فطرت اور انسانی مساوات کے منافی اس فیصلہ کی منظوری نہ دیتے اس لئے کہ سزا دیتے وقت جنس' رنگ و نسل کی بناء پر امتیاز کرنا عدل و انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ شریعت میں جن سزاؤں کی حدود مقرر کی گئی ہیں ان میں غریب و امیر' شریف و رذیل' عالم و جاہل' شیخ و شاب اور مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ قرآن کریم میں

ولکم فی القصاص حیٰوۃ یا اولی الالباب

(البقرہ)

"تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقلمندو"

کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ

(البقرہ)

"فرض ہوا تم پر برابری کرنا مقتولوں میں" اور

وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص

(مائدہ)

"اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی' اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر"

جیسی نصوص قطعیہ میں یہی حقیقت واضح کی گئی ہے کہ قیام عدل و انصاف میں امیر و غریب' قریب و بعید یا مرد و عورت کا فرق کرنا عہد جاہلیت کے ظالمانہ رسوم و رواج کی پیروی کرنا ہے جنہیں سرکار دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کا اعلان فرمایا تھا۔ افسوس کہ عصر حاضر کے "روشن خیال" و ترقی پسند مغرب کی نقل میں اسی دور جاہلیت کی طرف لوٹ رہے ہیں جسے تہ قدم روند دینے کا اعلان سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ نسوانی ہمدردی کے ان علمبرداروں کے دلوں میں نبی آخر الزمان ﷺ کے قلب مبارک سے زیادہ رحمت و رافت اور محبت و شفقت نہیں ہو سکتی جنہیں بارگاہ خداوندی سے رؤف و رحیم کے معزز القاب سے نوازا گیا لیکن اس سراپا رحمت و شفقت پیغمبر نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ کی حدود اپنوں اور پرایوں پر یکساں جاری کرو اور خدا کی راہ میں خوف و ملامت تمہارا راستہ نہ روکے۔"

اور اسی پیغمبر رحمت ﷺ کی خدمت میں جب ایک عورت' کی بابت عورت' کی سزا میں تخفیف کی سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ

لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا (متفق علیہ)

کہ یہ تو بنی مخزوم کی فاطمہ ہے "اگر میری بیٹی فاطمہ سے بھی چوری ہو جاتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"۔

وفاقی کابینہ کے معزز ارکان سے یہ حقیقت بھی مستور رہی کہ آنحضرت ﷺ نے بدکاری کے ثبوت کے بعد جس طرح حضرت ماعزؓ کو سنگسار کرنے کا حکم دیا بعینہ اسی طرح خاتون حضرت غامدیہؓ کو بھی سنگسار کیا گیا... کسی مسلمان کا قتل یا سزائے موت معمولی نوعیت کا مسئلہ نہیں اس لئے آنحضرت ﷺ نے حصر کے ساتھ واضح الفاظ میں اس کی تعیین فرما دی ہے کہ:

لا یحل دم امرا مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدیٰ ثلاث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ

(ترمذی ص ۲۲۱ ج ۲)

"کہ کسی مسلمان کا جو اللہ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے خون گرانا یعنی قتل کرنا جائز نہیں بجز تین باتوں کے شادی شدہ زناکار اور جان کے بدلے جان اور دین کو چھوڑنے والا جماعت سے الگ ہونے والا" ان جرائم کے مرتکب کی سزا موت ہے اور اس میں مرد و عورت ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے (البتہ قتل مرتد میں تھوڑی سی تفصیل ہے)

تفصیل بالا سے واضح ہوتا ہے کہ ثبوت جرم کے بعد قرآن و سنت کی نظر میں مرد و عورت برابر ہیں اب صرف غیروں سے مرعوب ہو کر اسلامی احکام

میں کرنانہ رویہ اختیار کرنا مسلمان کے شایان شان نہیں۔ قرآن و سنت کے منافی ہونے کے علاوہ وفاقی کابینہ کا یہ فیصلہ آئین پاکستان اور عدل و انصاف کے تقاضوں کے بھی سراسر خلاف ہے۔ حدود و تعزیرات اور قصاص و دیت کے اسلامی قوانین دستور پاکستان کا حصہ ہیں جن کے تحت قاتل اور زانی مرد و عورت کی سزا میں کوئی فرق نہیں لہٰذا اس قانون کے ہوتے ہوئے مذکورہ بل پر عمل در آمد ناممکن ہے۔ عدل و انصاف کے تقاضوں کو دیکھا جائے تو سوال پیدا ہوگا کہ مرد عورت کو قتل کرے تو وہ سزائے موت کے لائق ہے۔

عورت' عورت کو قتل کرے تو وہ سزائے موت کی مستحق کیوں نہیں؟ بدکاری اور شیطنت میں مرد اور عورت یکساں شریک رہے۔ مرد کو سنگسار کیا جائے اور عورت کو چھوٹ دی جائے' آخر کیوں؟

اگر سزاؤں کا نفاذ اس طرح کے امتیازات پر رکھ دیا جائے تو دنیا سے قتل کی سزا کا وجود ہی ختم ہو جائے اس لئے کہ قاتل و مقتول میں تمام وجوہ کے اعتبار سے مساوات و یکسانیت ممکن ہی نہیں۔

اور یہ دلیل بھی مضحکہ خیز ہے کہ عورتیں دہشت گردی اور دیگر جرائم کی مرتکب کم ہی ہوتی ہیں' بلکہ وفاقی وزیر اطلاعات کا کہنا تو یہ ہے کہ عورتیں دہشت گردی اور قتل و غارت جیسے جرائم میں ملوث ہوتی ہی نہیں۔ فیا للعجب

شاید پاکستانی کابینہ نے فکر کے ساتھ نظر بھی وزیر اعظم کے پاس گروی رکھ دی ہے ورنہ دنیا میں قتل و غارت' دہشت گردی' بلیک میلنگ' چوری اور ڈاکہ زنی کے روزانہ ہونے والے سینکڑوں واقعات میں عورتوں کا ملوث ہونا کسی سے مخفی نہیں۔ خرمن امن کو آگ دکھانے میں جنس لطیف کا جو کردار ہے وہ گل سے پوشیدہ ہو تو ہو' باغ سے تو پوشیدہ نہیں۔ بین الاقوامی دہشت گرد تنظیمیں بالخصوص یہود و ہنود کی ایجنسیاں نسوانی حسن کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے جس طرح استعمال کرتی ہیں اور یہ عورتیں اپنے غمزوں' عشووں' عیاریوں اور فریب کے مختلف جالوں میں حساس عہدوں پر فائز شخصیات کو جس طرح پھانستی اور ان سے ملکی راز اگلواتی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ تاریخ کے سینے میں نہ معلوم ایسی کتنی ہی داستانیں محفوظ ہیں جن میں ایک عورت نے مکر و فریب اور سازش سے مضبوط تختوں کو تاراج' مستحکم حکومتوں کو تباہ' سنگین قلعوں کو مسمار اور بہادر سپاہ کو شکست سے دوچار کردیا۔ پڑوسی ملک بھارت میں اپنی کمر سے بم باندھ کر سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی کو قتل کرنے والی عورت ہی تھی۔ سری لنکا میں تامل چھاپہ مار کارروائیوں میں عورتوں کا بھر پور کردار اب بھی جاری ہے۔ حال ہی میں گوجرانوالہ اور کاموکی میں بم دھماکوں میں دو عورتیں ملوث نکلیں جو گرفتار ہو چکی ہیں اور تاریخ کے سب سے بڑے قتل یعنی سقوط مشرقی پاکستان کے پس پردہ بھی عورت ہی کار فرما تھی' جس وقت دنیا کی بہترین فوج کے سپاہی ڈھاکہ میں تحفظ ملک کی جنگ لڑ رہے تھے' یحییٰ خان ایک فاحشہ مغنیہ (نورجہاں) اور ایک بازاری عورت (جنرل رانی) کے ساتھ داد عیش میں مصروف تھا۔ اب بھی یہ سمجھنا کہ عورتیں سنگین جرائم میں ملوث نہیں ہوتیں' حسن ظن ہی کا کرشمہ ہے۔ واضح رہے کہ ہماری یہ گفتگو ان پاک دامن اور عفت مآب مسلمان خواتین کے بارے میں نہیں جو قرآن و سنت پر ایمان اور عمل میں مردوں سے کسی طرح پیچھے نہیں' بلکہ عصر حاضر کی فرنگیانہ تعلیم و تہذیب کی دلدادہ ان حریجات کے بارے میں ہے جنہیں زندگی کی دوڑ حتیٰ کہ جرائم میں بھی مردوں کے شانہ بشانہ چلنے پر اصرار ہے جو عادلانہ شرعی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتی ہیں اور جن کا کہنا یہ ہے کہ یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ ایک جاہل مرد کے مقابلہ میں پڑھی لکھی عورت کی گواہی آدھی ہے؟ بہر حال مرد و عورت کی مکمل مساوات کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں نے اس بل سے بالواسطہ یہ اعتراف کرلیا ہے کہ عورت مرد کے مقابلے میں جنس لطیف بھی ہے اور جنس ضعیف بھی' تاہم اسلام کی نظر میں کسی کا ضعف قوۃ عدل و انصاف کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا' اسلام کے بے لاگ نظام عدل میں نہ کسی کی قوۃ و حشمت سبب اغماض بن سکتی ہے اور نہ کسی کی مسکنت و ضعف وجہ ترحم' احکم الحاکمین کے حکم کے سامنے سرنگوں ہونے کا نام ہی ایمان ہے۔

ہمیں امید ہے کہ قومی اسمبلی وفاقی کابینہ کے اس غیر دانش مندانہ و غیر منصفانہ فیصلہ کی توثیق نہیں کرے گی۔

●●

بقیہ اصبر کے درجات

قبضے میں ہے دشمن کو سرنگوں کردے یہ اس کے قبضہ میں ہے اور تمہارے خلاف برگشتہ کردے یہ اس کے قبضہ میں ہے' کمزوروں کو تم پر مسلط کردے یہ اس کے قبضہ میں ہے' یہ تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہی ہوتا ہے' لیکن بندہ عملی طور پر اس مقام پر آجائے یہ مقام بندگی ہے' بندہ اس مقام پر نہ آئے' سرکش رہے' نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی شکایتیں کرتا پھرے تب ہوگا وہی جو وہ چاہے گا' لیکن یہ محروم رہا' یہ اصل مقام عبدیت ہے شیخ فرماتے ہیں جب اس مقام عبدیت پر آئے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں اور عنایتوں کے دروازے کھول دیں گے' اور اپنی رحمت و رضا کی آغوش میں اس کی پرورش فرمائیں گے حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے ہمیں بھی اپنی رضا کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ معافی نامہ

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کے رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی قادیانی جماعت کی محسن گورنمنٹ انگلشیہ

اور آج انسانی حقوق کے علمبردار

انگریزوں کا وحشیانہ کردار

رونگٹے کھڑے کردینے والے واقعات ایک انگریز مورخ کی زبانی

ایک سو سے زائد انگریزوں نے اس درد بھری داستان کو افسانوں' ناولوں' تاریخی پیرایوں میں جس مکاری سے پیش کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ان کی گری ہوئی ذہنیت کا مظاہرہ کرتی ہے بلکہ فن تاریخ کے دامن پر ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہے' اس رویہ سے مقصود یہ تھا کہ انگریز دنیا میں حق پرست' منصف مزاج' بردبار' شریف الطبع' جواں مرد' فیاض' وفادار اور اولوالعزم ثابت ہوں۔ اور ہندوستانی جاہل' وحشی' شیطان سیرت' ناتربیت یافتہ' غدار اور باغی ظاہر ہوں تاکہ ان کے دکھی دل کی پکار کوئی نہ سنے نہ ہی ان کی باتوں پر اعتبار کرے اور نہ ہی ان کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار کرے۔ ان کے اوپر جس قسم کا تشدد اور جبر اختیار کیا جائے اس کی شنوائی نہ ہو۔ اور انگریز قوم بے فکر ہو کر ان پر حکومت کرے' اپنا رعب داب' عظمت و وقار قائم رکھے اور من مانی باتیں ان سے منوائے' ہندوستان میں غلامی کی جڑیں مضبوط ہوں اور ہندوستانیوں کی دلی تمنائیں سب خاک میں مل جائیں۔ ان کے جذبات آزادی سرد پڑ جائیں۔ لیکن انگریز قوم کے اس پروپیگنڈے نے جہاں یہ کیا کہ ہندوستان میں انگریزی راج نہ صرف قائم ہی رہا بلکہ اس کی عمر ستر سال اور دراز ہو گئی اور ابھی معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ تک رہے گی۔ وہاں اس نے ہندوستانیوں کے دلوں میں منافرت و حقارت کے جذبات کو اصلا" بڑھا دیا۔ حریت اور آزادی کے ولولوں کو اور زیادہ تیز کر دیا

نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی سرزمین پر جنگ آزادی کا ایک ہولناک اور تباہ کن طوفان پھر سے اٹھتا ہوا نظر آنے لگا۔ جس سے زمانہ نے ایک مہیب انقلاب کی طرح ڈال دی اور تاریخ ہند کے ناتمام صفحہ پر اتمام و تکمیل کا ضمیمہ شروع کر دیا۔

مسٹر ایڈورڈ ٹامسن نے اسی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے انقلاب ۱۸۵۷ء پر ایک کتاب "دی آدر سائیڈ آف دی میڈل" یعنی "تصویر کا دوسرا رخ" کے نام سے لکھی۔ جس کے ذریعے سے اس نے یہ کوشش کی ہے کہ ہندوستانیوں اور انگریزوں کی باہمی منافرت دور ہو جائے' اور انگریزی حکومت اور ہندوستانیوں میں مفاہمت اور دوستی و اعتماد کے روابط اچھی طرح قائم ہو جائیں تاکہ آزادی کے خطرات کا سدباب بوجہ احسن ہو سکے۔

اس کتاب کے بعض اہم اقتباسات کا اردو ترجمہ ۱۹۲۷ء میں "الہلال" کے دو نمبروں میں شائع ہوا۔

مصنف نے انگریزوں کے جبر و استبداد کا کوئی ایسا واقعہ بھی نہیں لیا جو خود ان کے نزدیک قابل قبول نہ ہو۔ انگریزوں کے برخلاف ہندوستانیوں کے عائد کردہ الزامات کو مصنف نے خود ان ہی کے خطوں اور دستاویزوں سے ثابت کیا ہے' اور ان تحریرات کی تائید میں پارلیمنٹ کے ریکارڈ اور حکومت کی محفوظ مسلوں کا حوالہ پیش کیا ہے۔

مثلاً" یہ حقیقت کہ انگریزوں نے زندہ مسلمانوں کے جسم پر سور کی چربی مل کر پھانسی دی یا زندہ آگ میں جلایا اور ہندوستانیوں کو مجبور کیا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کریں۔ اس کے متعلق مسٹر ڈی لین ایڈیٹر ٹائمز آف انڈیا جیسی معتبر اور مشہور ہستی اپنے ایک آرٹیکل میں اس پر وثوق کا اظہار کر چکی ہے۔ حکومت کے ذمہ دار افراد نے اس وقت سے لے کر اب تک اس کی تردید نہیں کی۔ حالانکہ حکومت کا پریس پر پورا قبضہ تھا۔

وائسرائے ہند لارڈ کیننگ نے لکھا۔

گورنمنٹ کی معتدل پالیسی پر حرف گیری کرنا اور اسے غدر کے پھوٹنے کی بناء قرار دینا درست نہیں۔ بلکہ درحقیقت اس آگ کا محرک وہ بیدردانہ سزا کا حکم ہے جو نہایت ہی ذلیل طریقہ سے میرٹھ کی چھاؤنی میں صادر کیا گیا تھا' بنگالی مورخ بابو رمیش چندر دت جو کہ حکومت کا ایک مقتدر رکن رہ چکا ہے' وہ لکھتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتداء میں شمالی اور وسطی ہندوستان کی فوج میں بغاوت شروع ہوئی' لیکن بعض سیاسی اور مذہبی اسباب کی وجہ سے اس نے وہاں کی بڑی بڑی جماعتوں میں پھیل کر ایک عام سیاسی بغاوت کی شکل اختیار کر لی۔ لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں ہندوستان کے بڑے بڑے حصوں کو یکے بعد دیگرے ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقبوضات میں شامل کئے جانے کی وجہ سے ہندوستانیوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے۔ کہ کمپنی کا منشاء دراصل تمام ہندوستان کو فتح کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے کمپنی نے تمام معاہدات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

نواب معین الدین حسن خاں جو ہمارے محاصرے کے وقت دہلی میں موجود تھے' لکھتے ہیں کہ

"میں اپنے قصے کو اس بیان سے شروع کروں گا کہ ہندوستان میں انگریزوں کی موجودگی ہندوستانیوں کے نزدیک مداخلت بے جا کی حیثیت رکھتی ہے اور اودھ کو اپنی مملکت میں ملا لینے کے بعد یہ احساس اور زیادہ گہرا اور شدید ہو گیا۔"

مسٹر ڈزرائیلی وزیر اعظم انگلستان نے ۲۷ جولائی

۵۷ء کو اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ

مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ بنگال دستہ کے باغیوں نے محض فوجی تکلیفات کی بناء پر بغاوت نہیں کی بلکہ درپردہ وہ ملک کی عام سیاسی بے چینی میں اٹھے تھے۔ دوسری قوموں کے جذبات کا احترام کرنا ہماری حکومت کا ہمیشہ سے اصول رہا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ ملک کی تقریباً تمام مقتدر جماعتیں اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کر رہی ہیں۔ (حوالہ دی انڈین ریو آف دی میوٹنی ص ۳۲-۳۱)

لارڈ ابرٹس مسٹر لنس کی ایک چٹھی کا اقتباس پیش کرتے ہیں جو اس نے غدر کے ایام میں بحیثیت سپہ سالار لارڈ کیننگ وائسرائے ہند کو لکھی تھی'

"کارتوسوں کا معائنہ کرنے کے بعد مجھے سپاہیوں کے اعتراضات پر مطلقاً کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ مجھے ہرگز یہ خیال نہیں تھا کہ کارتوسوں میں ایسی چکنی چیز کا استعمال کیا جائے گا' جو بالکل چربی ہے۔ گولی کے دبانے کے بعد بندوق کے منہ کی جالی اسی چربی سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اپنی رائے کو ذیل کے الفاظ میں ظاہر کرتا ہے: "میری رائے میں ان کارتوسوں کے استعمال سے سپاہیوں کے مذہبی جذبات کو ناقابل یقین طریقے سے ٹھکرایا گیا ہے (یاد رہے کہ ان کارتوسوں میں سور کی چربی کا استعمال کیا گیا تھا) مصنف لکھتا ہے۔

"افسوس ہے کہ اس پردہ پوشی پر بھی معاندانہ رنگ اختیار کیا گیا۔ یعنی انگریز مورخین نے اپنی قوم کی سیاہ کاریاں چھپانے میں تو پوری سرگرمی کا اظہار کیا۔ مگر دوسری طرف ہندوستانی زیادتیوں کی دل کھول کر تشہیر کی۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم ان مستور اور پوشیدہ واقعات کے رخ سے نقاب الٹ کر ایک فیصلہ کن نظر ڈالیں۔ تاکہ دنیا کے سامنے اس تصویر کا دوسرا رخ پیش کیا جاسکے' نیز غم و غصہ کی اس آگ کا اندازہ کیا جاسکے جو اس وقت تک ہندوستانی سینوں میں ہمارے خلاف سلگ رہی ہے۔

۱۰ جون ۵۷ء کو پشاور میں سرکاری حکم سے پھانسی دینے کا واقعہ ہی ایک ایسی روشن مثال ہے جو دنیا کے اطمینان کے لئے کافی ہوگی۔ ایک سو بیس انسانوں کو ایک ناکام مگر قبل از وقت بغاوت کے جرم میں ماخوذ کیا گیا۔"

ان کے متعلق مسٹر نکلس نے ڈپٹی کمشنر پشاور سے سفارش کرتے ہوئے کہا تھا۔ "باغیوں کی کثیر تعداد ایسے اشخاص پر مشتمل ہے جو بالارادہ بغاوت پر آمادہ نہیں ہوئے بلکہ ایک ہنگامے کے سیلاب میں بہہ کر ان افعال کے مرتکب ہوئے اور اگرچہ انہوں نے اپنے افسران کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن انہوں نے اپنے افسران کا خون گرانا پسند نہیں کیا گویا وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت نرمی کے خیالات کو ہٹا کر سختی کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ میری رائے میں آپ بے شک باقی باغیوں کو توپ سے اڑادیں۔ لیکن ایسے نوجوانوں کو' جو بمشکل ابھی لڑکپن کی عمر سے گذرے ہیں اور ان سپاہیوں کو جو آخر وقت تک مطیع و فرمانبردار رہے ہیں اگرچہ آخر میں انہوں نے لغزش کھائی اور اپنے آپ کو بغاوت کے سیلاب کی نذر کردیا ہے۔ ضرور رحم کیا جائے۔"

اس پر سر جان لارنس نے لکھا ہے۔ "چونکہ یہ لڑتے ہوئے گرفتار ہوئے ہیں اس لئے کسی رحم کے مستحق نہیں۔"

لیفٹننٹ رابرٹس نے پشاور کی متذکرہ صدر پھانسیوں کے بعد اپنی والدہ کو ایک چٹھی میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا۔

"ہم پشاور سے جہلم پیادہ پا سفر کرتے ہوئے پہنچے اور راستہ میں کچھ کام بھی کرتے چلے آئے۔ یعنی باغیوں سے اسلحہ چھینا۔ اور ان کو پھانسیوں پر لٹکایا۔ چنانچہ توپ سے باندھ کر اڑادینے کا جو طریقہ ہم نے اکثر استعمال کیا ہے۔ اس کا لوگوں پر ایک خاص اثر ہوا یعنی ہماری ہیبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی' یہ طریقہ سزا اگرچہ نہایت ہی دلخراش منظر ہے لیکن بحالات موجودہ اس کے سوا چارہ نہیں' فوجی عدالت کے حکم سے فی الفور سر قلم کردیئے جاتے ہیں' لورڈ کی پالیسی اس وقت ہر چھاؤنی میں عمل میں لائی جاتی ہے۔"

لارڈ رابرٹس کے نزدیک ان کی تحریر کے مطابق اس کام کا مقصد یہ تھا کہ۔

"ان بدمعاش مسلمانوں کو یہ بتلایا جائے کہ خدا کے حکم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے"۔

عہد گزشتہ میں سزا دینے کا کوئی دردناک طریقہ اگر بدن کے رونگٹے کھڑے کرتا ہے' تو وہ میخیں گرم کرکے مجرموں کو داغنا ہے۔ دماغ پر اس سزا کا نہایت مہلک اثر پڑتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ بنگال کے سرکاری کاغذات میں اب بھی ایسی دستاویزیں محفوظ ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز نہایت کثرت سے اس ہولناک سزا کا غدر سے پہلے ہی استعمال کرتے تھے چنانچہ ایک انگریز افسر کی چٹھی ابھی تک محفوظ ہے جس میں اٹھارہویں صدی کے آخری دور کے حالات پر بحث کرتے ہوئے اس دردناک طریق سزا کی ذیل کے الفاظ میں مذمت کی ہے۔

" آخر کب تک ہم بنی نوع انسان کو اس دلخراش طریق پر گرم سلاخوں پر سکڑتے اور بھنتے دیکھنے کی اذیت برداشت کرتے رہیں گے"۔

نکلسن مسٹر ایڈورڈز کو خط لکھتے ہوئے یوں رقم طراز ہے۔

دہلی میں انگریز عورتوں اور بچوں کے قاتلوں کے خلاف ہمیں ایک ایسا قانون پاس کرنا چاہئے جس کی رو سے ہم ان کو زندہ ہی جلا سکیں۔ یا زندہ ان کی کھال اتار سکیں۔ یا گرم سلاخوں سے اذیت دے کر ان کو فنا کے گھاٹ اتار سکیں۔ ایسے ظالموں کو محض پھانسی کی سزا سے ہلاک کردینے کا خیال ہی مجھے دیوانہ کئے رہتا ہے۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ کاش میں دنیا کے کسی ایسے گمنام گوشے میں چلا جاؤں' جہاں مجھے یہ حق حاصل ہو کہ میں حسب ضرورت سنگین انتقام لے کر دل کی بھڑاس نکال سکوں۔

اس دستاویز میں۔۔ آگے چل کر وہ انتقام کی آگ کو فرو کرنے کے لئے مفروضہ مذہبی تعلیم تک کو دلیل کے طور پر پیش کرنے سے نہیں چوکتا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

" میرا خیال یہ ہے کہ اس قسم کی ایذا دہی کے طریقے مناسب اور صحیح نہ بھی ہوں پھر بھی ہمیں ان طریقوں کو بالضرور استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہاں پر اس قسم کے انتقام لینے کے طریقے رائج ہیں۔ دوسری طرف انجیل مقدس میں بھی یہ حکم ہے کہ مجرموں کے اعمال کی مناسبت سے سزا دی جائے گی۔ اگر ایسے قاتلوں کے حق میں پھانسی کی سزا کافی سمجھی جائے گی تو میرے خیال میں معمولی سزا کے مستحق ہیں اگر میرے بس میں ہو، باوجود اس امر کے کہ مجھے پہلے ہی یہ بتا دیا جاتا کہ میری موت کل واقع ہونے والی ہے، پھر بھی میں ان بدبختوں کو ایسی شدید ایذائیں دے کر ہلاک کرتا جہاں تک کہ میرا دماغ یاوری کرتا۔

کوپر ڈپٹی کمشنر امرتسر غدر کے شروع ایام میں اپنی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"مسٹر مونٹ گمری گورنر پنجاب کے حکم سے پنجاب میں جہاں کہ عام طور پر لوگ ابھی تک وفادار ہیں ایک سکھ پلٹن کے صوبیدار، سوار پولیس کے حوالدار اور ایک داروغہ جیل کو "فرض کی کوتاہی" کے الزام میں پھانسی پر لٹکانا ضروری سمجھا گیا"۔

لارڈ رابرٹس ایک اور چٹھی کے دوران میں جو اس نے دسمبر میں اپنی بہن کو لکھی۔ اس امید کا اظہار کرتا ہے کہ ہم مستقبل قریب میں ایک خوشگوار نتیجے تک پہنچ جائیں گے۔ یعنی اگر خدا نے چاہا تو وسط فروری تک ہم باغیوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔

لیفٹیننٹ میکنزی لکھتا ہے، ایک عینی شاہد بیان کرتا ہے کہ کس طرح سکھوں اور انگریزوں نے ایک مسلمان قیدی کے چہرے کو بار بار سنگینوں سے زخمی کر کے زندہ ہلکی آگ میں جلایا۔ بدنصیب قیدی کے جلتے ہوئے گوشت سے مکروہ بدبو نکل کر آس پاس کی فضاء کو مسموم بنا رہی تھی۔ انیسویں صدی میں جب کہ تہذیب اور شائستگی پر ناز کیا جاتا تھا۔ ایک ایسا دردناک نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک انسان نہایت وحشیانہ طریق سے زندہ آگ میں جلایا جا رہا ہے۔ اور سکھ اور یورپین نہایت اطمینان اور متانت سے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر ارد گرد کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ گویا کہ وہ ایک تفریح کا سامان تھا۔

ٹائمز آف انڈیا کے فوجی نامہ نگار مسٹر رسل نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ "چند دنوں کے بعد میں نے اس شخص کی جلی ہوئی ہڈیوں کو اسی میدان میں پڑا ہوا پایا"۔

زندہ مسلمانوں کو سؤر کی کھال میں سینا یا پھانسی سے پہلے ان کے جسم پر سور کی چربی ملنا یا زندہ آگ میں جلانا۔ یا ہندوستانیوں کو مجبور کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کریں۔ ایسی مکروہ اور منتقمانہ حرکات کی دنیا کی کوئی تہذیب بھی اجازت نہیں دیتی۔ ہماری گردنیں شرم اور ندامت سے جھک جاتی ہیں۔ اور یقیناً ایسی حرکات عیسائیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہیں جن کا کفارہ لازمی طور پر ہمیں ایک دن ادا کرنا پڑے گا۔ اس قسم کی دردناک جسمانی اور دماغی سزاؤں کے دینے کا ہمیں کوئی حق نہیں اور نہ ہی یورپ میں ہم ایسی سزائیں دینے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

جب اگست میں انگریزی فوج ہندوستانی دیہات جلانے کی مہم سے واپس آ رہی تھی تو راستے میں انہوں نے وفادار سپاہیوں کی ایک جماعت کو بلاوجہ گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنا دیا۔ چنانچہ انتقام کے اس خوفناک مظاہرے پر اظہار خیال کرتے ہوئے ٹائمز آف انڈیا نے اس واقعہ کو جنگلی یا وحشی انصاف سے تعبیر کیا۔

جنرل آوٹ ریم کی رائے میں یہ واقعہ معصوم انسانوں کا "سنگدلانہ قتل" تھا۔ چنانچہ ستمبر میں جنرل آوٹ ریم نے مسٹر گرانٹ کو ایک مراسلہ میں اس بات کا صاف اظہار کیا۔

"سپاہی اس حد تک خوف زدہ ہو گئے تھے کہ اول تو انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا پھر باغیوں میں شامل ہو کر ہمارے مقابلہ میں انتہائی مشکلات پیدا کرنے میں پورا زور صرف کر دیا۔ بایں ہمہ ان پر کسی قسم کے رحم کا اظہار نہیں کیا گیا۔

رابرٹ ایک ماتحت فوجی افسر کا خط مورخہ ۲۱ فروری ۵۸ء جو اس نے اپنی بہن کو لکھا اس بات کا مکمل شاہد ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

"تمہیں ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میں سپاہیوں یا ان بدمعاشوں پر جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کرنے میں حصہ لیا۔ کبھی کسی قسم کے رحم کا اظہار کرتا ہوں، برخلاف اس کے غالباً" چند آدمی ایسے نکلیں گے جو میری طرح بے رحم اور سنگدل ہوں، قیدی کے سامنے آتے ہی پھانسی دینے کے لئے سب سے پہلے میری آواز بلند ہوتی ہے۔ کوپر ہمیں بتاتا ہے، قیدیوں کی دائمی نجات کا راستہ نہایت آسان تھا یعنی باغیوں کو دیکھ کر فی الفور نکلس کا نعرہ "لا لا نیٹے" فرانسیسی مقولہ یعنی "پھانسی پر لے چلو" بلند کیا جاتا تھا۔

ایک پادری کی بیوہ فاتحانہ انداز میں لکھتی ہے۔

"بہت سے باغی جب گرفتار ہو کر آئے تو ان کو سنگینوں کی نوک سے گرجے کے فرش کو صاف کرنے پر مجبور کیا گیا بعضوں نے اس کام کو جھجکتے ہوئے کیا۔ اور بعض نے پھرتی سے تاکہ شاید پھانسی کی سزا سے بچ جائیں۔ لیکن بے سود۔ کیونکہ وہ سب کے سب پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔"

میکنزی لکھتا ہے۔ وہ رات ہم نے جامع مسجد پر پہرہ دیتے ہوئے بسر کی۔ تمام رات آج کے صبح کے قیدیوں کو گولی سے اڑا دینے اور پھانسی پر لٹکانے میں گذر گئی۔ بہت سے بچارے تو اسی وقت ختم ہو گئے۔ لیکن آخر وقت تک ان کے چہروں سے شجاعت اور ضبط کے آثار ہویدا تھے۔ جو اس سے

کسی بڑے مقصد کے شایان شان علامات تھیں۔

میجر رینالڈ کو جب وہ ہراول فوج کا ایک دستہ لے کر کانپور کے محصورین کی امداد کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ ذیل کی ہدایات جنرل نیل کی طرف سے موصول ہوئیں۔

بعض دیہات کو ان کی مجرمانہ حرکات کی بناء پر عام تباہی کے لئے منتخب کر دیا گیا ہے۔ جہاں کی تمام مرد آبادی کو قتل کر دینا ہوگا۔ باغی رجمنٹوں کے تمام ایسے سپاہی فی الفور پھانسی پر لٹکا دیئے جائیں۔ جو اپنے چال چلن کے متعلق اطمینان بخش ثبوت نہ بہم پہنچا سکیں۔ قصبہ فتح پور کی تمام آبادی کو محاصرہ میں لے کر تہ تیغ کیا جائے۔ کیونکہ اس قصبہ نے بغاوت میں حصہ لیا ہے باغیوں کے تمام سرغنوں کو اور بالخصوص فتح پور کے تمام سرغنوں کو فی الفور پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر وہاں کا ڈپٹی کلکٹر قابو میں آجائے تو اسے وہیں پھانسی دے دی جائے اور اس کے سر کو کاٹ کر وہاں کی سب سے بڑی عمارت پر لٹکا دیا جائے۔

(حوالہ کتاب۔ کے ای کی کتاب پانچ باب دوم)

قتل عام بلا تمیز مجرم و غیر مجرم اس حد تک تھا کہ بیگم اودھ نے ۵۸ء میں نہایت ہی مایوسانہ وقار کے ساتھ ایک اعلان میں لکھا۔

”کسی شخص نے یہ خواب میں بھی نہیں دیکھا کہ انگریز نے کبھی کسی مجرم کو معاف کیا ہو“۔ (حوالہ کتاب منٹگمری مارٹن باب چھبیس)

لارڈ کیننگ اپنے ایک مراسلہ میں جو ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ یورپین قوم کی طبائع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”ہماری قوم کے دماغ میں ایک عالمگیر دیوانگی اور انتقام کا جذبہ موجزن ہے۔ چنانچہ اسی میں وہ بزرگ بھی شامل ہیں جن سے بہتر طرز عمل کی توقع تھی۔ ایسی گری ہوئی ذہنیت کو دیکھ کر ناممکن ہے کہ ان کے ہم قوم ساتھیوں کی گردنیں ندامت اور شرمندگی سے نہ جھک جائیں۔ کیونکہ ہر دس آدمیوں میں سے ایک بھی تو ایسا دکھائی نہیں دیتا جو چالیس یا پچاس ہزار انسانوں کے بے دریغ قتل و پھانسی کو ضروری اور صحیح نہ سمجھتا ہو۔ ••

○

حدیث نمبر:۔ عن عبداللہ بن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی فقال: کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ (بخاری شریف ص ۹۴۹ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے بلکہ راہ چلتا مسافر۔

یعنی جس طرح کوئی مسافر پردیس کو اور رہ گزر کو اپنا اصلی وطن نہیں سمجھتا اور وہ اپنے لئے لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرتا اسی طرح مومن کو چاہئے کہ اس دنیا کو اپنا اصلی وطن نہ سمجھے اور یہاں کی ایسی فکر نہ کرے جیسے کہ یہیں اس کو ہمیشہ رہنا ہے۔ بلکہ اس دنیا کو ایک پردیس اور رہ گزر خیال کرے۔

○

بقیہ، لیڈی ڈاکٹر کا قبولِ اسلام

سوال: آپ یہ بتائیے۔ اسلام میں عورتوں کے ساتھ جو احکام مخصوص ہیں ان میں کون سا حکم آپ کو سب سے زیادہ پسند آیا؟

جواب: حجاب! کیونکہ مجھے مکمل یقین اور اطمینان ہے کہ عورت کا اپنے جسم کو ڈھکا رکھنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مردوں سے کم تر ہے، بلکہ یہ اس کے تحفظ اور احترام و اکرام کا خاص حق ہے اس طرح اسلام مطلقہ عورتوں کو خاص مدت تک نفقہ دیتا ہے اور مزید اسے شوہر کے گھر میں رہنے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ اگر امریکہ میں ایسا ہوتا تو ہزاروں مطلقہ عورتیں یوں بے گھر، دربدر، ماری ماری نہ پھرتیں۔ پھر یہ کہ اسلام نے عورتوں کی اصلی ذمہ داریوں کی بھی وضاحت کے ساتھ تحدید کی ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ اپنے گھر اور بال بچوں کی نگہداشت کرے کیونکہ بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے وقت دینا دراصل تہذیب و تمدن کی تعمیر و ترقی کے مترادف ہے۔ بصورت دیگر بچے شتر بے مہار کی طرح بلا کسی تربیت کے پرورش پائیں گے جیسا کہ آج کل امریکہ میں عام طور سے دیکھنے کو ملتا ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں ہم امریکہ کے معاشرہ میں کس طرح اسلامی دعوت دے سکتے ہیں؟

جواب: امریکیوں کے نزدیک اسلام کا تصور نہایت ہی گھناؤنا اور مسخ شدہ ہے جو بہت حد تک سیاست سے جڑا ہے۔ ذہنی طور سے وہ اسلام کو ایک جنگجو اور لڑاکو مذہب گردانتے ہیں جو ہمیشہ آمادہ قتل و خوں ریزی اور آمادہ دہشت و بربریت ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ کبھی بھی اسلام کو ایک نظام حیات کے طور پر نہیں دیکھتے۔ اس لئے ہمارے لئے سب سے زیادہ جو ضروری ہے وہ یہ کہ ہم انہیں اسلام کا ہر زاویہ سے تعارف کرائیں اور انہیں یہ بتائیں کہ اسلام ایک مکمل ہمہ گیر نظام حیات ہے اور ان کے سامنے عملی زندگی میں اچھا نمونہ پیش کریں اور ہم تمام مسلمان اپنے خاندانوں کی عمارتیں اسلامی اصولوں کی بنیادوں پر استوار کریں۔ ••

مولانا لطف الرحمان

تحفظِ ختم نبوّت کے لئے اہلِ حق کی مساعی

۱۷ مئی ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں ڈاکٹر لیاقت علی خان صاحب کا مضمون "توہین رسالت کا قانون" نظر سے گزرا جس میں یہ حصہ خاص طور پر قابل غور اور سامان عبرت اپنے اندر رکھتا ہے کہ "انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن" کے مطابق عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بعد آپ کی توہین قابل سزا ٹھہری اور اس کے چار سو سال بعد مختلف واقعات رونما ہوئے' کئی ایک عیسائیوں نے نظریہ تثلیث کی مخالفت کی جو قابل گرفت قرار دے دی گئی یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء میں پوپ مائیکل سروٹس کو اس جرم کے ارتکاب پر سزائے موت دے دی گئی' گویا تثلیث کی مخالفت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے زمرے میں آرہی تھی' اسی طرح ایک پادری ڈیوڈ کو سولہویں صدی میں تثلیث کے مذاق اڑانے پر سزا ملی۔

مضمون نہایت معلومات افزا ہے' جس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انگلینڈ میں ۱۶۵۲ء سے مذہبی قوانین سخت کردیئے گئے اور ان قوانین کی رو سے "توہین مذہب" کے جرم میں پندرہ اشخاص کو الزبتھ کے دور میں زندہ جلایا گیا۔ کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔

عیسائی قوانین میں حضرت عیسیٰؑ کی توہین پر سخت سزائیں دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ہماری "مملکت خداداد پاکستان" میں "توہین رسالت" کے مجرم کرچنوں کو انعام ملتا ہے اور اس عظیم جرم کے مرتکب گرفتار لوگوں کو جیل سے چھڑا کر ملک سے باہر جانے کے ٹکٹ اور مصارف سفر کے ساتھ رہائشی اخراجات کے لئے بھی رقم مہیا کی جاتی ہے۔ اور یہ سارا کام کسی وزیر' مشیر یا سرکاری افسر کے اشارے پر نہیں ہوتا ملک کی "وزیر اعظم" صاحبہ بنفس نفیس یہ کارنامہ انجام دیتی ہے جو بیک وقت ملی اور اخلاقی جرم کے ارتکاب کے زمرے میں آتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ حکومتی سطح سے ملک میں سیکولرازم کے لئے میدان ہموار کرنے کی خاطر "لبرل اسلام" کا پروپیگنڈہ اس انداز سے جاری ہے کہ اس میں "دین اسلام" کی بنیادی روایات' تعلیمات اور عقائد کی حفاظت بھی ایک مسئلہ بنتی نظر آرہی ہے۔ انگریزوں کی طرف مرزا غلام احمد قادیانی جیسے نابکار شخص کو مسلمان امت کو یہ سبق پڑھانے پر مامور کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے اور اس رجل مردود نے تو یہاں تک کہا کہ۔

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے

پھر ختم نبوت کے سلسلے میں جو پیغمبر اسلام خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا ہے کہ "انا خاتم النبیین لانبی بعدی" اس حدیث کے لفظ خاتم کی بابت مرزا غلام محمد جاہل یہاں تک کہہ گیا ہے کہ خاتم تاہ کے زبر سے چونکہ انگوٹھی کو بھی بولتے ہیں اس لئے خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ میں انبیاء کرام کی زینت و زیبائش کا سامان ہوں۔ خبر نہیں کہ لانبی بعدی کا ترجمہ مرزا کیا کرے گا یا یہ کہ "انتم سکاری" پر تو نظر نہ ہو شاید "لاتقربوا الصلوٰۃ" پر عمل کرنا منظور ہو۔

بہرکیف یہ تو الہامی اور بناوٹی قسم کے نبی کی جاہلانہ باتیں ہیں' جن کو لکھتے ہوئے شرم آنا چاہئے تھی۔

ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی بات تو میرے سامنے ہے کہ اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل دیوبند کی جامع مسجد میں بیماری کی حالت میں فرمایا کہ دیکھو! میرا تو یہ حال ہے' آپ لوگوں کو وصیت کرکے جارہا ہوں کہ اس قادیانی فرقے کا استیصال کرکے "عقیدہ ختم نبوت" کا تحفظ کیجئے کیونکہ قادیانیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور اس فتنہ کے اٹھانے والوں اور چلانے والوں کی سرکوبی ضروری ہے۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے قادیانیت کے خلاف نہایت علمی' تاریخی اور بلند ترین کتاب عربی میں "عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام" لکھی ہے۔ اس میں مرزا کے مرنے سے علمی قرآنی تعبیر فرماکر کہا ہے کہ

فقد وصل الی امہ الھاویۃ یعنی وہ اپنی ماں (جہنم) کی گود میں پہنچ گیا۔

اسی طرح مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تالیف "خاتم النبیین" لکھی ہے' جس کی توصیف و تعریف خود شاہ صاحبؒ نے بھی فرمائی ہے اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی "فتح الملہم" میں اس کو بہت اہم اور انفع بتایا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے شاگردوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسری' علامہ شمس الحق افغانی اور مولانا یوسف بنوری رحمہم اللہ وغیرہ تمام علماء حق نے فتنہ مرزائیہ کی تکفیر اور تردید کی ہے' شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس فرقہ ضالہ و کافرہ کو اسرائیل کی طرح مرزائیل قرار دیا ہے' دراصل مرزائیت کی تردید و تکفیر میں علماء اسلام بالعموم اور بزرگان دیوبند نے بالخصوص وہ کارنامہ انجام دیا ہے' جس سے اس فرقہ کا مردود اور ملعون ہونا مشہور ہو گیا ہے' اور علماء کا یہ طبقہ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنا فریضۂ دین جان کر سرانجام دیتا ہے' جن کی تمام تر مساعی کو خاتم النبیین کا معجزہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے' اور اسی سلسلہ میں ختم نبوت پر دلائل و براہین کے ساتھ ہفت روزہ مجلہ "ختم نبوت" ٹھوس اور وسیع بنیادوں پر قرآن و سنت اور اجماع امت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ وہ بہت ہی قابل قدر اور قابل ستائش ہے۔ اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ۔

اسی موضوع پر استاذ مرحوم علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے کہ "ختم نبوت کا مسئلہ تاریخ کے کسی دور میں مشکوک و مشتبہ نہیں رہا ہے اور نہ ہی اس پر بحث کی ضرورت سمجھی گئی ہے لیکن برصغیر پاک و ہند میں انگریزی حکومت نے اپنے مفاد اور تاریخی اسلام دشمنی کی تکمیل کے لئے اسلام کے اس بنیادی عقیدہ پر ضرب لگانا ضروری سمجھا تاکہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کیا جائے۔ اس سازش کی تکمیل کے لئے انگریزوں کو پنجاب کے ضلع گورداسپور سے ایک ایسا شخص ہاتھ آیا جو اس مقصد کی تکمیل کے لئے موزوں تھا' اس نے انگریزوں کی حمایت کے تحت اپنی امت بنائی' نئی نبوت کی بنیاد ڈالی' بہت سی کتابیں لکھیں' ان کتابوں کے بنیادی مقاصد تین ہیں۔

۱۔ اپنی شخصیت اور اپنے دعاوی پر زور دینا
۲۔ تحریفات قرآنی کو معارف بتلانا
۳۔ مسلمانوں سے دشمنی اور انگریزوں سے دوستی پر زور صرف کرنا

یہی اس کی ساری کارروائی کا خلاصہ ہے بقول اقبال مرحوم

سلطنت اغیار را رحمت شمرد
رقصہا گرد کلیسا کرد و مرد

(علوم القرآن ۱۷۵)

تمام کتب و تفاسیر میں یہی معنی خاتم النبیین کے بیان ہوئے ہیں اور چونسٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی معنی ختم نبوت فی الآثار میں منقول ہیں کہ "حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کسی کو نہیں دی جاسکتی" اور یہی عقیدہ اسلام ایک سو سے زائد آیات قرآنی سے ثابت ہے۔

(علوم قرآن ۱۸۰)

بہرکیف ختم نبوت کے قصر معلی میں دراڑیں ڈالنے کا جو منصوبہ "مرزا غلام احمد لعنہ اللہ و لمن تبعہ فی امرہ" نے تیار کیا تھا وہ بحمد اللہ ناکام ہو گیا ہے اور اگرچہ مرزا اور اس کے پیروکاروں کے شیطانی' الہامی گورکھ دھندے اور ہر طرح کے حربے اس ناپاک مقصد کے لئے جاری ہیں۔ لیکن بقول مولانا ظفر علی خان۔

نور خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

خود مرزا تو مسلمان امت کو دھوکہ دینے کے لئے یہاں تک کہہ گیا ہے۔

بعد از خدا بہ عشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بہ خدا سخت کافرم

اس کا اصل ہدف' نبوت کو از سر نو جاری رکھنا تھا تاکہ مرزا کی طرح دوسرے مالیخولیا والوں کو نبوت کا دعویٰ کرنا آسان ہو جائے مگر الحمدللہ علماء امت اور ختم نبوت کے جاں نثار رضاکار ان کی اس مذموم مہم کو کامیاب ہونے نہیں دیں گے' اور مرزا پر قرآنی کے بم برساتے رہتے ہیں' جس کی وجہ سے "تحفظ ختم نبوت" کا سلسلہ جاری ہے اور قادیانی گروہ اپنی سرگرمیوں کا مرکز ان آقاؤں کے علاقے میں منتقل کرنے پر مجبور ہو گیا جن کا وہ خود کاشتہ پودا ہے۔ قادیانی دنیا کے جس خطے میں بھی جائیں قادیانیت کا تعاقب جاری رہے گا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

●●

○ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ (اگر تم دولت مند بننا چاہو تو) ہم تمہارے لئے مکہ کی وادی کو سونا بنادیں اور سونے سے بھردیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ میرے پروردگار: میں اپنے لئے یہ نہیں مانگتا بلکہ میں (ایسی) ناداری اور غریبی کی حالت میں رہنا پسند کرتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ تو جب مجھے بھوک لگے تو آپ کے سامنے عاجزی اور گریہ و زاری کروں اور آپ کو یاد کروں' اور جب آپ کی طرف سے مجھے کھانا ملے اور میرا پیٹ بھرے تو میں آپ کی حمد اور آپ کا شکر کروں۔

(ترمذی ص ۵۸ ج ۲)

○ آذربائیجان میں کھجوریں اور گھی ملا کر ایک حلوا تیار کیا جاتا تھا' جس کو "خبیص" کہتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں والی آذربائیجان حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ نے دو پٹاریوں میں وہ حلوا تیار کرا کے آپ کی خدمت میں مدینہ بھیجا۔ آپؓ نے اسکو کھول کر چکھا تو لذیذ پایا۔ پھر لانے والوں سے پوچھا۔ "کیا عتبہؓ کی فوج کے سب لوگ یہ حلوا سیر ہو کر کھاتے ہیں۔" جواب نفی میں ملا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "یہ حلوا واپس لے جاؤ' جو چیز سب مسلمانوں کو میسر نہیں میرے لئے اس کا کھانا کیسے درست ہے۔" پھر حضرت عتبہ کو پر عتاب خط لکھا ہے۔ جس میں سادہ زندگی کے متعلق ہدایات کیں۔

(مستدرک ۔ طالب الہاشمی ص ۲۱۳)

ترجمہ: مقبول احمد ندوی

امریکہ میں لیڈی ڈاکٹر کا قبولِ اسلام

امریکہ میں ہزاروں مطلقہ عورتیں نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے بے گھر ہیں

امریکہ کی اس نوجوان ڈاکٹر نے ترجمہ قرآن پاک کا ناقدانہ نظر سے مطالعہ کیا ہے، دوران مطالعہ وہ اس کے اندر (مغرب کی مزعومہ) غلطیاں ڈھونڈتی تھی، لیکن اس وقت اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اسے اس لازوال کتاب میں اپنے ہر اس سوال کا شافی اور تسلی بخش جواب مل گیا، جو بچپن ہی سے اس کے ذہن ودماغ میں گردش کیا کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ بعد ہی اس نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کر دیا اور اب اس کا اسلامی نام ماریہ ہے۔

25 سال کی جواں سال امریکن ڈاکٹر اپنی سرگزشت آپ ہی بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ: امریکہ کے صوبہ کلیولینڈ میں میری پرورش ایک دیندار متشدد کیتھولک گھرانے میں ہوئی، علم النفس میں، میں نے B.A کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد میں نے میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیا جہاں اس وقت میں M.A کا مقالہ تیار کر رہی ہوں، مگر میں اپنے عقائد اور افکار وخیالات سے مطمئن نہیں تھی، مجھے ہمیشہ ایک مبہم سا انجانا کرب واضطراب ستاتا رہا اور "تثلیث" کی ماہیت وحقیقت کے متعلق میرے ذہن میں طرح طرح کے سوالات اٹھتے رہتے۔ مزید برآں کیتھولک (CATHLIKE) اور پروٹسٹنٹ (PROTESTENT) اور آرتھوڈکس (AURTHODEX) فرقوں میں بٹ کر نصرانیت و مسیحیت کا تصور کیوں مختلف ہو جاتا ہے؟ اور ہر ایک کے اندر اس کا ایک خاص مفہوم کیوں متعین ہو جاتا ہے؟ میرا ایمان تو صرف ایک اللہ پر تھا، غلطی وسچائی اور حق وناحق کے درمیان میں امتیاز کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی، مگر اسلام کے متعلق سنجیدگی سے اس زاویہ نظر سے کبھی نہ سوچا کہ یہ بھی کوئی قابل قبول اور قابل تقلید دین ومذہب ہے۔ اسلام کے متعلق میرا جو کچھ تصور تھا، وہ صرف یہ تھا کہ وہ بربریوں اور جنگلوں اور دہشت گردی وتشدد پسندی، انتہاء پرستی وبنیاد پرستی کا دین ہے اور یہ کہ مسلمان قتل وخونریزی، ظلم وسفاکی کی خوگر ایک وحشی قوم ہے۔

محترمہ ماریہ مزید کہتی ہیں:

"میرے قبول اسلام کی کہانی اس وقت شروع ہوئی جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ترجمہ قرآن پاک کا تنقیدی نگاہ سے مطالعہ شروع کیا تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ آیا یہ حق ہے یا باطل؟ لیکن اس وقت میں حیرت ومسرت کے ملے جلے جذبات میں ڈوب کر رہ گئی جب میں نے دیکھا کہ اسلام کا عقیدہ تو نہایت واضح، روشن اور صاف ستھرا ہے اور اس کے اندر خدا کا جو تصور ہے، وہ بھی بے غبار ہے یعنی "انما ھو الہ واحد۔" "تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔"

مطالعہ کے بعد مجھے ایک طرح کی ذہنی آسودگی اور قلبی اطمینان و سکون حاصل ہوا اور جو جو سوالات میرے حاشیہ ذہن پر گردش کر رہے تھے۔ قرآن میں مجھے ہر ایک کا تشفی بخش جواب مل گیا۔ اس کے بعد تو میں نے قرآن پاک اور دیگر اسلامی موضوعات کے مطالعہ کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیا اور اسلام کو گہرائی سے سمجھنے کیلئے اچھی طرح مطالعہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر اسلام ﷺ اور آپ کے مقدس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت اور اسلامی تاریخ کا بھی مطالعہ کیا۔ اسلام نے صنف نازک کو جو مقام ومرتبہ اور حقوق صدیوں سے دے رکھا ہے اس نے میری نگاہوں کو خیرہ کر دیا جب کہ امریکہ میں عورتوں کے اپنے حقوق کی بازیابی اور برابری کے مطالبے کی تاریخ چند سالوں سے زیادہ نہیں۔

اس کے بعد دوسرا قدم میں نے یہ اٹھایا کہ مسلم مردوں، عورتوں اور ان کی عائلی وخانگی زندگی کا تجزیہ کرنا شروع کیا اور امریکہ کی اور ان کی معاشرتی واجتماعی زندگی کا تقابل وموازنہ کیا اور یہ بھی میری خوش قسمتی ہے کہ حسن اتفاق سے میری ملاقات بعض دیندار اور شریف مسلم گھرانوں سے ہو گئی ان کے طریقۂ زندگی، طرز معاشرت، خانگی آداب، بچوں کی نگہداشت اور ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ دیکھ کر میں مسحور ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے سے پیار ومحبت کا معاملہ کرتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتا ہے اور اس کا بالمقابل جو بھی کام کرتا ہے اسے قدر واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو امریکہ کے بیشتر گھرانوں میں مفقود ہے۔

باقی صفحہ ۹ پر

اخبارِ ختم نبوت

گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنس

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں شریف نے کی۔ کانفرنس سے ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری' مولانا اللہ وسایا' مولانا زاہد الراشدی' متحدہ جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری' جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے جنرل سیکریٹری اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ سردار محمد خان لغاری' جماعت اسلامی لاہور کے امیر جناب لیاقت بلوچ' جمعیت اتحاد العلماء کے مولانا غلام رسول راشدی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا نذیر اللہ اختر' حافظ محمد ثاقب' حافظ محمد یوسف عثمانی' حافظ گلزار احمد آزاد سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا۔

مولانا اللہ وسایا نے کہا قادیانی جارحیت کی وجہ سے یک مرتبہ پھر مجلس عمل کو منظم کیا جارہا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکی' برطانوی مداخلت کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے قادیانیوں کو متنبہ کیا کہ وہ ملک وملت کے خلاف سازشیں بند کردیں۔ ورنہ ان کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلائی جائے گی۔

آل پارٹیز مجلس عمل کے جنرل سیکریٹری سردار محمد لغاری نے کہا اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا نظریہ پاکستان کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے حکمرانوں سے کہا کہ وہ مغربی طاقتوں کے آلہ کار بننے کے بجائے نظریہ پاکستان کا تحفظ کریں۔

جناب لیاقت بلوچ نے کہا جداگانہ طرز انتخاب کا خاتمہ درحقیقت قادیانیت کو مسلط کرنے کا منصوبہ ہے۔ دینی جماعتیں مولانا خواجہ خان محمد کی قیادت میں ایسے کسی منصوبہ کو کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔

متحدہ جمعیت اہلحدیث کے جنرل سیکریٹری سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا مرزائیت کے خاتمہ تک تحریک جاری رہے گی۔ انہوں نے حضرت الامیر مدظلہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ قادیانیت کے خاتمہ کے لئے آپ کی قیادت میں چلنے والی تحریک میں اہلحدیث نوجوان ہراول دستہ کا کردار ادا کریں گے۔

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے قادیانیوں کی ملک وملت دشمنی کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی بقول علامہ اقبال ملک وملت کے غدار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ایسے سانپ پال کر ملت دشمنی کا کردار ادا کررہی ہے۔ ایسی حکومت سے خیر کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔

مولانا زاہد الراشدی نے مجلس عمل کے مطالبات پر روشنی ڈالی اور قراردادیں منظور کرائیں۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر حضرت الامیر دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

قصور میں مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں کا اجلاس

نور پور قصور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کا اجلاس مورخہ ۳۰ جون کو جامع مسجد اویسیہ میں چوہدری محمد شریف قادری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں نور پور شہر کے مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں کے علاوہ قصور سے قاری مشتاق احمد' حاجی اللہ دتہ مجاہد' مولانا عبدالرحمان خان' قاری حبیب اللہ قادری' قاری محمد عبداللہ' حافظ محمد امین کے علاوہ لاہور سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔

مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جدوجہد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا قریب ترین راستہ ہے۔ نیز انہوں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت' اس کے پس منظر' قادیانیوں کی انگریزیت نوازی بلکہ انگریز کی جاسوسی اور مرزائیت اسلام دشمنی کے مقابلہ میں امت مسلمہ کی عظیم الشان خدمات تحاریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء---۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں کامیابیوں کو امت مسلمہ کے اتحاد کا مرہون منت قرار دیا۔

انہوں نے کارکنوں سے کہا کہ وہ قادیانیت زدہ علاقوں میں پھیل جائیں اور قادیانی جرثوموں کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کردیں۔

اجلاس میں عبدالعزیز قادیانی انسپکٹر پولیس کی قادیانیت نوازی کی مذمت کی گئی اور اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔

مولانا محمد نذر عثمانی کا کنری تھرپارکر کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے گزشتہ دنوں جامع مسجد بخاری' رحمانیہ مسجد ٹنک والی' رحمانی مسجد اور کورٹ والی مسجد

کنری میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس تمام انسانوں کے لئے سارے جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ آپ کی رحمت عام سے قیامت تک مخلوق خدا فیض یاب ہوتی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح خدا اپنی خدائی میں یکتا ہے اسی طرح آپ ختم نبوت و رسالت میں یکتا ہیں۔ جس طرح خدا کی توحید میں ملاوٹ کرنے والا مشرک کافر ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت و رسالت میں بھی ملاوٹ کرنے والا آپ کے بعد نئی نبوت کا دعوے دار کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے آنحضرت ﷺ کے دامن رحمت کو چھوڑ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ اگر رحمت دو عالم ﷺ کے دامن رحمت کو تھام لیں اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیج کر مسلمان بن جائیں تو اپنی آخرت بنا کر کامیاب ہوسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی یہ بھول جائیں کہ وہ اہل اسلام کو دھوکہ دے کر اپنا الو سیدھا کرتے رہیں گے۔ اب وہ دور ختم ہو گیا اور پوری دنیا پر قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک ہوچکا ہے۔ اجتماعات سے ماسٹر عبدالواحد' جناب قیصر سلطان' چوہدری برکت علی' مولانا سعید احمد' جناب غلام فرید حاجی عبدالرشید نے بھی خطاب کیا۔

قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ مذہبی غیرت کا تقاضا ہے

(رپورٹ سہیل یونس جان کورائی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خذو آدم کے مبلغ مولانا ابو طلحہ راشد مدنی نے گزشتہ دنوں مورو شہر کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور شہر کی قدیمی دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ نوری الہدیٰ میں علماء' طلباء اور معززین شہر کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ انگریز سامراج نے دین اسلام کی اس بنیاد کو گرانے اور اہل اسلام میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے مرزا قادیانی سے نبوت و رسالت کا دعویٰ کروایا' اور اس سے جہاد کے خلاف پروپیگنڈہ کے ذریعے ہندوستان میں اپنے اقتدار کو طول دینے اور مسلمانوں کے دل سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ آج انگریز تو ہندوستان میں نظر نہیں آتا وہ اپنا بستر گول کر کے چلا گیا لیکن اس کے خود کاشتہ پودے قادیانیت نے اہل اسلام اور مسلمانوں کو ڈسنے کے نئے نئے طریقے سوچتی رہتی ہے۔ آج وطن عزیز میں تمام تر پابندیوں کے باوجود مرزائیت کے پجاری کفریہ عقائد کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ جس سے اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور قادیانیت دن رات اسلام کے مذہبی جذبات کو شدید مجروح کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں' خصوصاً نوجوانوں کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ ہر شہر' قریہ قریہ' گاؤں گاؤں' اور بستی بستی میں رد مرزائیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیں۔ اور جگہ جگہ جا کر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کریں۔ اور قادیانیت کے مکروہ چہرہ کی نقاب کشائی کر کے ان کے دجل و فریب سے مسلمانوں کو بچائیں۔ اور ایمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ہر سطح پر قادیانیت کا مکمل بائیکاٹ کر کے اس کا ناطقہ بند کریں۔ مولانا مدنی نے مورو کے علماء سے اپیل کی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لائیں اور یونٹ قائم کر کے منظم طریقہ سے فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں شامل ہو کر میدان حشر میں آنحضرت کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ بعد ازیں مورو میں عالمی مجلس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ عہدیداروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔۔۔ امیر شیخ الحدیث مولانا غلام اللہ کورائی مہتمم مدرسہ نور الہدیٰ مورو

۲۔۔۔ نائب امیر اول قاری محمد انور صاحب آرائیں۔ مدرسہ حضرتی مسجد مورو

۳۔۔۔ نائب امیر دوم مولانا محمد ابراہیم کورائی۔

۴۔۔۔ ناظم اعلیٰ حاجی عبدالمالک کورائی۔

۵۔۔۔ نائب ناظم اعلیٰ اعجاز احمد کورائی

۶۔۔۔ ناظم محمد ہارون کورائی

۷۔۔۔ خزانچی ذوالفقار علی راجپوت

۸۔۔۔ ناظم نشر و اشاعت سہیل یونس جان کورائی۔

مولانا ابو طلحہ راشد مدنی نے نئے منتخب عہدیداروں کو مبارک باد دیتے ہوئے منظم طریقے سے مورو شہر میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی امید ظاہر کی۔

کوئٹہ میں دو مساجد کو شہید کرنے کے خلاف اہل کوئٹہ کا بھرپور کا احتجاج

کوئٹہ (پ ر) گزشتہ دنوں بلوچستان کے صوبائی دارالحکومت کوئٹہ شہر میں واقع سریاب روڈ پر سڑک کی توسیع کے بہانے انتظامیہ نے دو مساجد کو شہید کردیا۔ جس پر علماء کرام اور کوئٹہ کے غیور مسلمانوں نے بھرپور احتجاج کر کے انتظامیہ کی اس حرکت کی شدید مذمت کی اور پورا شہر مساجد کو شہید کرنے پر انتظامیہ کے خلاف سراپا احتجاج بن گیا۔ انتظامیہ نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے جامعہ مفتاح العلوم کے مدیر و شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی اور مولانا امیر حمزہ بارینی اور ان کے رفقاء کو گرفتار کر کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جس سے مزید اشتعال پیدا ہوا۔ علماء نے ہڑتال کی اپیل کی تو پورا شہر بند رہا۔ اور احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس میں علماء کرام نے اس واقعہ اور علماء پر تشدد کی شدید مذمت کرتے ہوئے۔ مساجد کی دوبارہ تعمیر کا پرزور مطالبہ کیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد منیر الدین جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالباری ایم پی اے' مولانا عطاء اللہ ایم پی اے' مولانا نور محمد سابق وزیر جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی' جامع مسجد قندھاری کے خطیب مولانا عبدالواحد' جماعت اسلامی کے امیر مولانا عبدالحق بلوچ' جامعہ رحیمیہ کے مہتمم شیخ الحدیث' مولانا سید عبدالستار شاہ' شیخ القرآن مولانا محمد یعقوب

شرودی' مولانا عبدالغفور' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد علی صدیقی' جامعہ تجوید القرآن کے مہتمم مولانا قاری میراللہ' مولانا حسین احمد شرودی' مولانا محمد حنیف' مولانا غلام غوث اربانوی' مولانا عبدالرحیم رحیمی' مولانا عبداللہ منیر' مولانا یوسف ہزاروی عالمی مجلس کے نائب امیر حاجی سید شاہ محمد آغا' ناظم اعلیٰ حاجی تاج محمد فیروز' چوہدری محمد طفیل اسرار' خلیل الرحمن اور حاجی نعمت اللہ خان دیگر علماء اور معززین شہر کی بھرپور کوششوں سے انتظامیہ نے شہید کی جانے والی دونوں مساجد کو ان کی اصل جگہ پر دوبارہ تعمیر کرنے کا وعدہ کیا جس پر کوئٹہ کے عوام کا غم و غصہ کم ہوا اور احتجاج ختم کرنے کا اعلان کیا۔

جامع مسجد توحید آفن باغ جرمنی میں دوسری ختم نبوت کانفرنس

جرمنی یورپ کا ترقی یافتہ اور صاف ستھرا شہر ہے جو ہٹلر کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ گزشتہ کئی سال سے قادیانیوں نے مغربی جرمنی کو اپنا مرکز بنایا ہوا ہے اور بے شمار قادیانی مظلومیت کا رونا رو کر سیاسی پناہ حاصل کر چکے ہیں اور اب جرمنی میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ دو سال قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے محسوس کیا کہ جرمنی میں قادیانی اب مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے اختیار کر رہے ہیں تو مولانا منظور احمد الحسینی و دیگر علماء کرام نے جرمنی کی جامع مسجد توحید آفن باغ کے خطیب و امام سے رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے قادیانیت کا مسئلہ رکھا۔ مولانا مشتاق الرحمن نے بتایا کہ وہ تو خود اس سلسلے میں کئی دفعہ رابطہ قائم کر چکے ہیں لیکن کوئی پروگرام تشکیل نہ پاسکا۔ بہرحال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعاون سے جرمنی کے مسلمان قادیانیوں کے خلاف ہر قسم کا کام کرنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے اس طرح جرمنی میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے کام کی ذمہ داری مولانا مشتاق الرحمن صاحب نے اپنے ذمہ لی۔ اور اس طرح جامع مسجد توحید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز بنا اور مولانا مشتاق الرحمن صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندے' مولانا مشتاق الرحمن جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاد حدیث حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب کے بھتیجے اور داماد ہیں' جامعہ بنوری ٹاؤن کے فضلاء میں سے ہیں' حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور جانشین حضرت بنوری مولانا مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ گزشتہ سال پاکستان تشریف لائے تو حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم سے تفصیلی بات چیت کے بعد جرمنی میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے طریقہ کار طے کیا۔ اس کی روشنی میں گزشتہ سال پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جرمنی کے مختلف حصوں سے مسلمان شریک ہوئے اور پاکستان اور انگلینڈ کے علماء کرام نے خطاب کیا اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے دجل و فریب سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کا طریقہ بتایا۔ الحمدللہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے اور مسلمانان جرمنی میں بیداری پیدا ہوئی چنانچہ فیصلہ ہوا کہ اس طرح کی کانفرنسیں ہر سال منعقد کی جائیں ۱۹۹۶ء میں اس کانفرنس کے لئے ۱۸ جولائی کی تاریخ طے کی گئی اور پاکستان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا سرگودھا کے مبلغ اور مشہور خطیب مولانا محمد اکرم طوفانی' جامع مسجد ابوبکر لندن کے خطیب اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا منظور احمد الحسینی' مرکز دعوت والارشاد چنیوٹ کے سربراہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مدعو کیا گیا تھا۔ مولانا اللہ وسایا بروقت ویزہ نہ ملنے کی وجہ سے پہنچ نہ سکے بقیہ علماء کرام کانفرنس کے موقع پر پہنچ گئے۔ مولانا مشتاق الرحمن اور آفن باغ کے دیگر مسلمانوں نے ان علماء کرام کا پرتپاک خیرمقدم کیا۔

۱۸ جولائی بروز جمعرات جامع مسجد توحید آفن باغ میں کانفرنس کا آغاز تلاوت پاک سے ہوا۔ بعد ازاں اسٹیج سیکریٹری جناب راشد محمود غوری صاحب نے کانفرنس کے میزبان اور چیف آرگنائزر مولانا قاری مشتاق الرحمن کو دعوت خطاب دی۔ مولانا مشتاق الرحمن نے سب سے پہلے علماء کرام خصوصاً "مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا منظور احمد الحسینی کا شکریہ ادا کیا کہ یہ حضرات تشریف لائے اور جرمنی کے مسلمانوں کی دعوت قبول کی اس کے بعد کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انگلینڈ کے بعد جرمنی ایسا ملک ہے جس میں قادیانیوں کے لئے بہت کشش ہے کیونکہ جرمنی ملک مظلوموں کا بہت زیادہ خیال کرتا ہے۔ قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد جرمنی کی طرف رخ کیا اور مظلومیت کا رونا رو کر سیاسی پناہ اور جرمنی کی شہریت حاصل کی چونکہ قادیانیت کی وجہ سے شہریت آسانی سے ملنے لگی تو قادیانیوں نے مسلمانوں کو ویزے کا لالچ دے کر قادیانی بنانے کی کوشش کی اور اس کے علاوہ جرمنی کے مختلف شہروں اور علاقوں میں قادیانی مبلغین سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مسلسل کوشاں ہیں۔ اس کانفرنس کا مقصد مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں آگاہ کرنا ہے کہ یہ اسلام کا سب سے بنیادی عقیدہ ہے اور امت کو جو شرف اور مرتبہ عطا ہوا ہے وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حیثیت سے حاصل ہوا ہے اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے (العیاذ باللہ) تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہاں باقی رہ گئی اور پھر اس کو یہ فضیلتیں کیسے ملیں گی اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق اور رشتہ مضبوط کریں اور قادیانیت کے فریب اور دھوکے کو سمجھیں یہی اس کانفرنس کا مقصد ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے گرد نگاہ رکھیں اور جہاں دیکھیں کہ قادیانی مسلمانوں کو تبلیغ کر رہے ہیں فوراً اس کا سدباب کریں اور نوجوان مسلمانوں کو اس سے دور رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ کانفرنس میں آفن باغ فرینکفرٹ' برلن' اسٹوٹ گارڈن' حائل' برارن ہو اور دیگر شہروں سے کثیر تعداد میں مسلمانوں کی شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ گہری دلچسپی اور وابستگی رکھتے ہیں اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمان ان شاء اللہ اپنے اپنے علاقے میں قادیانیت کی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے محنت کریں گے تاکہ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ مولانا مشتاق الرحمان صاحب کے بعد مولانا منظور احمد الحسینی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ مولانا منظور احمد الحسینی نے قادیانیت کی ابتداء سے لے کر آج تک کا تاریخی جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کر لیا' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے محدث العصر انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر جس جہاد کا آغاز کیا تھا حضرت کشمیریؒ کے جانشین عاشق رسول علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں وہ کامیابی سے ہمکنار ہوا اور قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ صرف پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کے تمام علماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت اور پیروکاروں کے کفر کے فتویٰ کی تصدیق کی اس کے بعد قادیانیوں کے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ وہ توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا اسلام کا دعویٰ چھوڑ کر قادیانیت کے نام پر تبلیغ کریں۔ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں نے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کا اعلان کر کے مرزا غلام احمد قادیانی سے نفرت کا اظہار کیا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ فتنہ قادیانیت پر گہری نگاہ رکھیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے مسیلمہ کذاب کے جانشین کا کردار ادا کیا۔ وہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیث متواترہ کی رو سے کافر ہے اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں۔ انہوں نے کتابوں کے حوالے سے بتایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کی۔ دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے بارے میں کہا کہ وہ کافر اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ ایک جگہ وہ لکھتا ہے کہ میری دعوت جس کو پہنچی یا نہیں پہنچی اس نے اگر میری بیعت نہیں کی وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بتایئے جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو کافر قرار دے دیا تو اب مسلمان کس طرح ان کو مسلمان تسلیم کر سکتے ہیں۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے جوشیلے انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار اور جانثار غلام ہیں۔ کوئی شخص کسی کے والد کو گالی دے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو کر جان سے مارنے دوڑتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی۔ آپؐ اور تمام انبیاء اکرام علیہم السلام کے خلاف زبان درازی کی۔ امہات المومنین کے خلاف بکواس کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کو کافر' زندیق' کنجریوں کی اولاد تک کہا کیا ہم اس کے باوجود رواداری اور مروت کا مظاہرہ کریں۔ تف اور افسوس ہے ایسی رواداری پر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص اور اس کے ماننے والوں کو دجال' کذاب' جھوٹا اور لعنتی قرار دیں اس کو مسترد کریں اس کے خلاف جہاد کریں' حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسا جہاد کریں' صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کرنے کے لئے ہزاروں جانوں کا نذرانہ پیش کریں اور ہم کو آج امریکہ اور جرمنی اور انگلینڈ والے کہتے ہیں کہ تم اس جھوٹے نبی کو برداشت کرو اس کو تسلیم کرو۔ مرزا طاہر اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہو اگر تم میں غیرت ہے جھوٹے نبی کے نام پر تبلیغ کرو۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا باعث ثواب اور سعادت سمجھتے ہیں اور تم منافقت اور مکاری کے لبادے میں اپنے جھوٹے نبی کو چھپاتے ہو۔ تم نبی کی بات کرتے ہو وہ نبی تو درکنار انسان تک نہیں تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے انسانیت بھی شرماتی ہے ایسے دروغ گو اور جھوٹے شخص کو انسان کہنا' انسان کی توہین ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کے لئے ہم جانیں قربان کریں گے دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمان تمہیں مسترد کر کے عقیدہ ختم نبوت کا جھنڈا بلند کر چکے ہیں۔ آخر میں دعا سے قبل تمام مسلمانوں نے وعدہ کیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھرپور کام کریں گے۔ دعا پر کانفرنس کا اختتام ہوا۔

مولانا اکرام الحق خیری کو صدمہ

عالمی مجلس کے رہنماء مولانا اکرام الحق خیری کے بھائی میاں انوار الحق گزشتہ دنوں تبلیغی سفر کے دوران فوت ہو گئے۔ مرحوم بہت ہی اسلام دوست اور دینی فکر رکھنے والے شخص تھے۔ انتقال سے قبل تبلیغ دین میں مصروف تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مفتی محمد جمیل خان' مفتی خالد محمود' مفتی محمد سعید احمد جلال پوری مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا عبداللطیف' محمد انور رانا' جامع مسجد ڈگری کے خطیب مولانا غلام غوث' مولانا عبدالسلام امیر تبلیغی جماعت اور قاری عبداللطیف نے مرحوم کے بھائی مولانا اکرام الحق خیری اور دیگر پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔ مرحوم کے لئے بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

ایک ضروری اعلان و خوشخبری

ماہنامہ "لولاک"

کا مرکزی دفتر ملتان سے اجراء

○ ----- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب مرحوم نے آج سے پینتیس سال قبل ہفت وار لولاک کا فیصل آباد سے اجراء فرمایا تھا اور عرصہ بیس' پچیس سال خون دل سے اس کی آبیاری فرماتے رہے۔ ایک زمانہ میں رد قادیانیت کے ضمن میں ہفت وار لولاک کو ایک تاریخی مقام حاصل تھا۔ آپ نے لولاک کو عالمی مجلس کا ترجمان بنادیا تھا۔ اس زمانہ میں قادیانیت کے خلاف کام کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔

○ ----- آپ کی خدمات کے بعد آپ کے صاحبزادے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب مدظلہ نے اپنے گرامی قدر والد مرحوم کی روایات کو زندہ رکھا اور ہفت وار لولاک مثالی خدمات انجام دیتا رہا۔

○ —— گزشتہ کچھ عرصہ سے لولاک کی اشاعت میں تعطل پیدا ہوگیا تھا' جس کا ملکی و جماعتی حلقہ میں بہت اثر لیا گیا۔ جبکہ عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے ایک ترجمان شائع کیا جائے۔ ہفت وار لولاک فیصل آباد' ہفت وار ختم نبوت کراچی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دونوں ترجمانوں نے جو مثالی و سنہری خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

○ ----- محرم ۱۴۱۷ھ میں عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ملتان میں متفقہ طور پر طے ہوا کہ ہفت وار لولاک فیصل آباد کو بجائے ہفت وار کے ماہنامہ کردیا جائے اور بجائے فیصل آباد کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع کیا جائے۔

○ —— حسب سابق اس کے مدیر حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب ہوں گے۔ اور اس کے جملہ انتظامات' آمد و صرف کی ذمہ داری دفتر مرکزیہ کی ہوگی۔

○ ----- عالمی مجلس کے اس فیصلہ کا مبلغین حضرات و جماعتی رفقاء نے بھرپور خیر مقدم کیا ہے اور ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اسے کامیاب بنانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

○ —— فیصل آباد سے ملتان لانے کے لئے چند قانونی دشواریاں ہیں۔ جونہی وہ دور ہوئیں ان شاء اللہ العزیز اسے دفتر مرکزیہ سے شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

○ ----- تمام دینی حلقہ اور ختم نبوت کے مشن سے وابستہ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس امر خیر دعاء فرمائیں۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل و احسان سے اسے شروع کرنے کی توفیق ارزاں فرمائیں۔ پرچہ کن خصوصیات کا حامل ہوگا۔ زرمبادلہ' ضخامت' مضامین کی ترتیب و پالیسی اور دیگر امور کی تفصیلات طے کی جارہی ہیں۔ جنہیں عنقریب آپ کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔

وماتوفیقی الا باللہ' علیہ توکلت والیہ انیب

رابطے کا پتہ

(حضرت مولانا) عزیز الرحمان جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ۔ ملتان

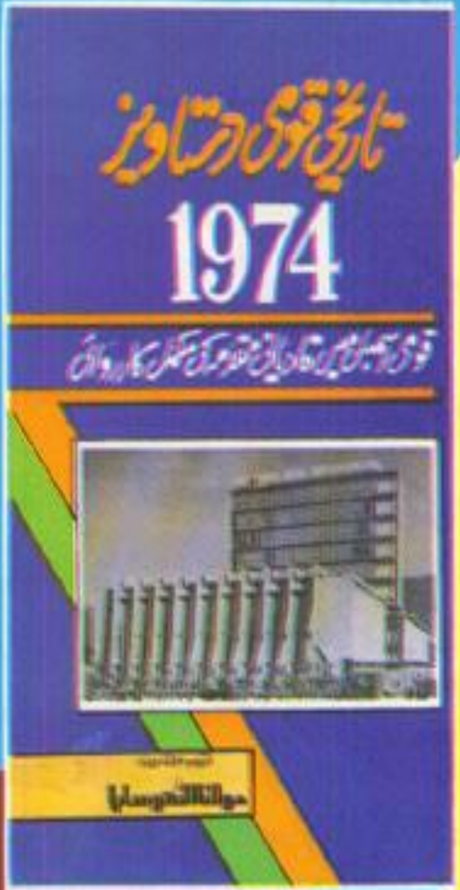

قومی تاریخی دستاویز ۱۹۷۴

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

ترتیب و تدوین:
شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا

- قومی اسمبلی کے تاریخی سیشن میں مرزا ناصر قادیانی اور صدرالدین لاہوری کے بیانات
- مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی جناب یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل آف پاکستان کی وساطت سے تاریخی جرح
- مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مولانا عبدالحکیم پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا ظفر احمد انصاری، چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکین اسمبلی کے مدلل سوالات
- قائد ایوان ذوالفقار علی بھٹو، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ اور دیگر اراکین اسمبلی کے بیانات

کتاب کا مطالعہ آپ کو اسمبلی کے خصوصی سیشن میں پہنچا دے گا

رعایتی قیمت مجلد ۱۰۰ روپے

صفحات ۳۸۴

عمدہ کاغذ و طباعت

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲
دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷